



انوار مدینہ

ماہنامہ

جلد : ۱۹	ربیع الاول ۱۴۳۲ھ / فروری ۲۰۱۱ء	شمارہ : ۲
----------	--------------------------------	-----------



سید محمود میاں مدیر اعلیٰ	سید مسعود میاں نائب مدیر
------------------------------	-----------------------------



ترسیل زر و رابطہ کے لیے	بدل اشتراک
دفتر ”انوار مدینہ“ نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 2-7914 (0954) MCB رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302	پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے..... سالانہ ۲۰۰ روپے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال بھارت، بنگلہ دیش سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر برطانیہ، افریقہ سالانہ ۲۰ ڈالر امریکہ سالانہ ۲۵ ڈالر
042 - 35330311 : جامعہ مدنیہ جدید	جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس
042 - 35330310 : خانقاہ حامدیہ	E-mail: jmj786_56@hotmail.com
042 - 37703662 : فون/فیکس	fatwa_abdulwahid1@hotmail.com
042 - 36152120 : رہائش ”بیت الحمد“	
0333 - 4249301 : موبائل	

مولانا سید رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ”انوار مدینہ“ نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

۳		حرف آغاز
۵	حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	درس حدیث
۱۳	حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	مسئلہ رجم
۲۴	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ	انفاس قدسیہ
۲۹	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	تربیت اولاد
۳۱		وفیات
۳۳	جناب مولانا محمد عثمان صاحب معروفیؒ	سرور کونین ﷺ کی حیات طیبہ ایک نظر میں
۴۳	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ	حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما
۴۸	حضرت مولانا نور عالم خلیل صاحب امینی	دائر العلوم دیوبند کے مروّذ اناؤدرویش کی رحلت
۵۳	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	اسلام کی انسانیت نوازی
۵۶	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	گلدستہ احادیث
۶۰		دینی مسائل
۶۲		اخبار الجامعہ



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

دسمبر کے آخری ہفتہ کی بات ہے کہ ایک شادی میں ٹانک براستہ ڈیرہ اسماعیل خان جانا ہوا، ڈیرہ اسماعیل خان سے ٹانک جاتے ہوئے جگہ جگہ فوجی قافلوں کو آتے جاتے دیکھا ہم بچپن سے فوجی قافلوں کو آتے جاتے دیکھ رہے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد تقریباً پانچ چھ سال ایسا رہا کہ جہاں کہیں فوجی یا اُن کا قافلہ نظر آتا بچے انہیں دیکھ کر تالیاں بجاتے ہاتھ ہلا کر خوشی کا اظہار کرتے آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے غرض بڑا ہوتا یا چھوٹا ہر کوئی خوشی سے نہال ہو جاتا مگر آب کی بار رنگ ہی بدلا ہوا تھا جو دیکھتا خوف کھاتا یا نفرت کرتا دُور سے قافلہ آتا ہوا دیکھ کر گاڑی سڑک کنارے ایسے کھڑی کرتا کہ اُس کا رخ سڑک کے کنارے کی طرف ہوتا بالکل سیدھا یا سڑک کے اندر کی طرف گاڑی کا رخ ہونے کی صورت میں قافلہ کے آگے یا پیچھے نصب بھاری گنوں سے فائرنگ کا قوی امکان ہوتا جس کے نتیجے میں تمام سوار یوں کی ہلاکت یقینی ہوتی، ناکوں پر بھی جوانوں کا طرز گفتگو چٹک آمیز اور گستاخانہ ہوتا خال خال اس میں شائستگی ہوتی۔ ٹانک شہر میں آنے جانے والے مسافروں کو اپنی سوار یوں سے اتر کر پیدل ناکہ سے گزرنا ہوتا بوڑھے ہوں یا جوان عورت ہو یا بچہ سب کے ساتھ ایک ہی سلوک روا تھا۔

پھر آخر میں تلاشی کے بعد خالی گاڑی کو کڑی نگرانی میں گزرنے کا حکم ہوتا صدیوں سے آباد اس علاقہ کے باسیوں کے ساتھ اپنی ہی فوج کا یہ رویہ ہمیں کس طرف لے جا رہا ہے کیا ہم منزل سے قریب ہو رہے ہیں یا دُور، ہم اپنے ایجنڈے پر چل رہے ہیں یا امریکی اور قادیانی ایجنڈے پر۔

اپنے جریدے کے توسط سے قوم کے زعماء فوج کے سالاروں کو آنکھوں دیکھی داستان نظر نواز کر رہا ہوں اور آخر میں ایک اور بات گوش گزار کر رہا ہوں کہ ہر جگہ یہ جملہ کان میں پڑتا رہا امریکی فوج، برطانوی فوج، نیٹو افواج، مگر ”پاک فوج“ کے بجائے ”ناپاک فوج“ کا لفظ جب کان میں پڑتا تو سب کچھ اُجڑتا ہوا محسوس ہوتا اور یوں لگتا کہ جیسے بہت کچھ حاصل کرنے کے بعد سب کچھ گنوا دیا ہو۔

فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

بیت



جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(۱) زیر تعمیر مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درس گاہیں

(۳) آسائذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیر تعمیر پانی کی ٹینکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
عَلَّمَ عَلَمًا لِّمَنْ اَرَادَ الْاِتِّمَاعَ

درسِ حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
عَلَّمَ عَلَمًا لِّمَنْ اَرَادَ الْاِتِّمَاعَ

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ”خانقاہِ حامدیہ چشتیہ“ رانیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ”انوارِ مدینہ“ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

بعد کے آنے والوں کا قابلِ رشک ایمان۔ قاضی شریحؒ حضرت علیؓ کی نظر میں صحابہؓ کی علمی آزمائش۔ امام ابو یوسفؒ کا خوف و خشیت اور بے باک فیصلے

اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا درجہ اور اُس کی وجہ

﴿تخریج و تزیین : مولانا سید محمود میاں صاحب﴾

(کیسٹ نمبر 64 سائیڈ A 1987 - 01 - 09)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد

وآله واصحابه اجمعين اما بعد!

حضرت آقائے نامدار ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرامؓ سے دریافت کیا اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اَيْكُمْ اِيْمَانًا تمہیں مخلوقات میں ایمان کے لحاظ سے کون سی مخلوق زیادہ عجیب لگتی ہے، اس طرح کی باتیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ سے پوچھتے رہتے تھے۔

اس کا ایک فائدہ ہے فائدہ یہ ہے کہ جب سوال کیا جائے گا تو سننے والا غور کر کے جواب دے گا اُس سے اُس کی سمجھ کا انداز ہوگا یہ ایک طرح کا امتحان ہوگا کہ میرے ساتھی مجھ سے سیکنے والے میرے صحابہ ان کی سمجھ کتنی مکمل ہوئی ہے اور کتنی اور ہونی ہے اور کس کی ہوگی کتنی اور کس کی کتنی نہیں ہوئی، ایک فائدہ تو یہ تھا تو ایسے سوالات رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے رہا کرتے تھے۔ تو کبھی صحابہ کرام کی سمجھ میں آتا تھا تو جواب دیتے تھے اور بالکل سمجھ میں نہ آئے تو پھر کہہ دیتے تھے کہ اللہ زیادہ جان سکتا ہے جناب زیادہ جان سکتے

ہیں اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ اور سمجھ میں آجاتا تھا تو جواب دے دیتے، وہ صحیح ہوتا تھا تو ٹھیک ہے نہ صحیح ہو تو رسول اللہ ﷺ صحیح کر دیتے تھے تو ایک فائدہ تو یہ تھا کہ آزمائش ہوتی رہے سمجھ داری کی گویا ایک طرح کا امتحان ہو گیا۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب کسی آدمی سے کوئی سوال کیا جائے اور اُسے جواب نہ آئے تو پھر پوری توجہ دیتا ہے کہ جواب اس کا کیا ہو سکتا ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اُن کی بیمار پُرسی کے لیے گئے اور انہوں نے کہا کہ مجھے تو یہ توقعات تھیں کہ تم بعد تک زندہ رہو گے اور دینی خدمت انجام دو گے وغیرہ۔ اُن کی تعریف بھی کی اُس تعریف سے اُن کو یہ خیال ہوا کہ میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ میں اپنا حلقہ درس الگ قائم کر لوں، اُن کو صحت ہو گئی تو حلقہ درس الگ قائم کر لیا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ وہ ٹھیک بھی ہو گئے ہیں اور آئے نہیں ہیں تو کسی نے بتایا کہ وہ تو اس طرح سے درس دے رہے ہیں۔ اس میں کوئی نفسانیت نہیں تھی بس سمجھ کی بات تھی صرف اور معلوم ہوتا ہے کہ نفسانیت اُن کے پاس آئی ہی نہیں۔

تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خیال ہوا کہ یہ انہوں نے کام ٹھیک نہیں کیا ابھی بہت ساری چیزیں تربیت کی باقی ہیں تو اُن کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ یہ مسئلہ پوچھو اُن سے جا کر کہ ایک آدمی نے دھو بی کو کپڑے دیے کہ یہ دھو دو، جب وہ کپڑے لینے گیا ہے اُس سے کہ بھی دھل گئے یا نہیں؟ تو اُس نے کہا کہ ابھی نہیں دھلے اُس کے بعد وہ کپڑے لے آیا کہ یہ تیار ہیں کپڑے تو اب اُن کپڑوں کی اُجرت دینی ہوگی یا نہیں؟ تو اگر امام ابو یوسف جو یعقوب کہلاتے تھے وہ یہ کہیں کہ نہیں دینی ہوگی تو پھر کہہ دینا کہ اَخْطَاْتُ یہ آپ نے جواب غلط دیا اور اگر وہ کہیں کہ اُجرت دینی ہے تو بھی کہہ دینا کہ اَخْطَاْتُ غلط بات ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ دونوں صورتوں میں یہی کہہ دینا تو وہ گیا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا تو انہوں نے کہا اُجرت دینی چاہیے تو اُس نے کہا اَخْطَاْتُ غلط بات پھر سوچتے رہے پھر سوچنے کے بعد ذہن میں یہ آیا کہ نہیں دینی چاہیے تو اُس نے کہا اَخْطَاْتُ اور امام صاحب نے سمجھایا یہی تھا کہ یہ کہہ کر واپس چلے آنا تو وہ واپس آ گیا یہ سوچتے رہے پھر انہوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں حل کر سکتا تو پھر اپنے اُستاد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے انہوں نے دیکھا دیکھ کر کہا کہ وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِكَ اِلَّا مَسْئَلَةُ الْقَصَاْرِ یہ جو دھو بی کا مسئلہ ہے اسی

کے لیے تم آئے ہو تو پھر انہوں نے پوچھا کہ اس کا جواب ہونا کیا چاہیے۔

دھویوں کی پرانی عادت :

تو دھویوں کی پرانی عادتیں چلی آرہی ہیں کہ جو اچھے کپڑے آجاتے ہیں اور ان کے یہاں کہیں بیاہ شادی ہو تو وہ دھو کر اپنے لیے رکھ لیتے ہیں ایک جوڑا پہن کر جائیں گے پھر واپس آکر اتار کر دھودیں گے اور پھر مالک کو دے دیں گے یہ ان کا طریقہ پرانا چلا آرہا ہے۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ یہ دیکھا جائے کہ جب یہ کپڑے لینے گئے اور پھر دھوبی نے یہ کہہ دیا کہ نہیں ڈھلے تو اُس نے یہ اس لیے کہا تھا کہ صحیح اُس کے ذہن میں یہی تھا کہ نہیں ڈھلے یا اس لیے کہ اُس کی نیت یہ تھی کہ میں یہ پہن کر جاؤں گا جوڑے یعنی آپ کے لیے دھویا اُس نے یا اپنے لیے دھویا یہ اُس سے پوچھنا ہوگا کہ وہ صحیح بات بتائے کہ کیا قصہ تھا۔

پہلے جو تو نے کہا کہ نہیں ڈھلے تو کیوں کہا، یہ بتا؟ تو اگر وہ کہے کہ میں بھول گیا تھا یا مغالطہ ہوا تو پھر تو آپ دیں گے اُس کو پیسے اور اگر وہ یہ کہے بھولا تو نہیں تھا بس ایسے ہی ذہن ادھر ادھر تھا یہ تھا وہ تھا باتیں بنائے تو پھر سمجھ جانا چاہیے کہ یہ اُس نے اپنے لیے دھوئے تھے تمہارے لیے نہیں دھوئے تو ایسی صورت میں تمہارے اوپر اجرت اُس کی واجب نہیں۔ گویا مطلقاً یہ کہنا کہ اجرت دی جائے گی یہ بھی صحیح نہیں اور یہ کہنا کہ نہیں دی جائے گی یہ بھی صحیح نہیں بلکہ کچھ پوچھ گچھ کی جائے گی کہ تیرے یہ کہنے کی وجہ کیا تھی۔ تو پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو تنبیہ ہوا کہ واقعی گہرائی میں پہنچنے کے لیے جس کیفیت کی اور جس عقل کی ضرورت ہے ابھی میں اُن علوم تک نہیں پہنچا ہوں تو پھر وہ مزید اُن سے علوم حاصل کرتے رہے۔

امام ابو یوسفؒ پر اہل یورپ کے اعتراضات اور اُن کی وجہ :

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو آج کل بڑا بدنام کیا گیا ہے مستشرقین نے خاص طور پر انہیں طعنہ زنی کا نشانہ بنایا ہے کہ وہ سرکاری مولوی تھے وہ ایسے تھے وہ ایسے تھے بہت کچھ بکتے ہیں اُن کے بارے میں، مقصد یہ ہے اُن کا کہ جن لوگوں سے ان (مسلمان) لوگوں نے مسائل سیکھے ہیں اُن کے بارے میں بُری سے بُری جو بات ہو سکتی ہے بُرائی کی وہ سامنے لائی جائے تاکہ ان کا اعتماد اُن پر سے ہٹ جائے ایک طرح کی گمراہی پھیلانی مقصود ہے اُن کی، ایسی عجیب و غریب باتیں جو ہم نے کبھی نہیں سُنیں وہ مستشرقین نے نکال کر سامنے رکھیں کہ یہ ہیں وہ باتیں حالانکہ وہ باتیں بالکل بے بنیاد ہیں یا ایسی ہیں کہ اُن کو توڑ موڑ کے خراب کیا گیا ہے کہ

وہ تو خلیفہ کے فلاں وقت کام آئے اور اُس کی منشاء کے مطابق انہوں نے فیصلہ دیا فلاں وقت یہ کیا ایسی ایک آدھ چیز لے لی لیکن اگر امام ابو یوسفؒ کی کتابیں دیکھی جائیں اُن کی تحریرات دیکھی جائیں اُن کا طرزِ خطاب دیکھا جائے تو بڑا عجیب ہے۔

ان کی کرامت :

چند ایک تو اُن کی کرامتوں کے واقعات ہیں بڑے عجیب۔ کسی نے کہا تھا کہ فلاں کے بارے میں آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ اُسے مار دیا جائے اور ایسے ہم نے اُس کو قتل کیا ہے تو اُس کے خون میں سے آواز آرہی تھی ”اللہ اللہ“ کی تو اُن کے پاس کوئی گلاس تھا اُس کا پانی پھینکا انہوں نے تو اُس میں سے لوگوں کو آواز آتی رہی ”اللہ اللہ“ کی تو انہوں نے کہا یہ بھی کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو بڑا درجہ دیا جائے۔
حضرت علیؓ اور عدالتی نظام :

ایک دفعہ فیصلہ تھا کوئی تو جو اوپر کا حاکم ہوتا ہے اُسے اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو وہ عدلیہ میں خود چلا جائے یا اُس کو اختیار دے دے کہ تمہیں اختیار ہے کہ میرے مقدمات بھی سن لو جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو اختیار دیا تھا کہ تمہیں اختیار ہے۔ اور ایک یہودی نے زرہ چڑالی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کے یہاں مقدمہ دائر کیا یہودی کو بلایا یہودی نے کہا یہ میری ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ جناب کے گواہ؟ تو انہوں نے کہا یہ حسنؓ اور حسینؓ ہیں گواہ۔

تو قاضی شریحؒ نے کہا کہ بیٹوں کا رشتہ ایسا ہے کہ ان کو گواہ تسلیم کرنا یہ تو ٹھیک نہیں ہے ایک رائے انہوں نے دی کہ ایسے نہ ہونا چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دو ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ یہ فرمایا ہے اس لیے یہ اعتبار کے قابل ہیں ویسے بیٹے کا رشتہ ایسا ہے کہ وہ باپ کے حق میں گواہی دے تو وہ قابلِ اعتبار نہ ہونی چاہیے۔ انہوں نے پھر کہا کہ ہیں تو بیٹے رشتہ تو وہی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعریف اُن کے حق میں وہ اپنی جگہ اور یہ بات کہ وہ گواہی دے سکیں آپ کے لیے یہ تو رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

پھر یہودی سے بات کی یہودی نے قسم کھالی کہ یہ میری ہے بس حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ گئے اور مسکراتے ہوئے تشریف لے آئے۔ یہ فیصلہ اُس یہودی کے ایمان کا باعث ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا

کہ اس قدر عدل اور انصاف تھا تو ان کی خلافت کو خلافت راشدہ علیٰ منہاج النبوة کہا گیا ہے یعنی جیسے نبی ﷺ نے طریقہ رکھا تھا اُس پر قائم رہنا بڑا مشکل کام ہے تو اُس طریقے پر تھی اُن کی خلافت۔

قاضی شریحؒ حضرت علیؑ کی نظر میں :

قاضی شریحؒ تھے تو تابعی مگر فتوے فیصلے بہت عمدہ دیتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فہ میں آئے ہیں تو قاضی شریحؒ نے کہا کہ اب تو جناب تشریف لے آئے ہیں تو خود فیصلے فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے فرصت بالکل نہیں، یہ ہے کہ میں تمہاری عدالت میں آؤں گا دیکھوں گا فیصلے کیسے کرتے ہو اُن کی عدالت میں گئے اُن کے مقدمات سُنئے اور پھر بہت خوش ہوئے اور فرمایا قُمْ يَا شُرَيْحُ فَإِنَّ أَقْضَى الْعَرَبِ بَهْتِ تَعْرِيفِي كَلِمَاتٍ هِيَ جِيسِي شَابَاشٍ دِي جَاتِي هُو كَتَمَ بَهْتَرِينَ فَيَصِلُهُ دِيْتِي هُوَ اَوْر حَضْرَتِ عَلِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كِ بَارِي مِيں رَسُوْل اللّٰهُ ﷺ نِي بِي فَرَمَا يَا اَوْر حَضْرَتِ عَمْرَضِيَ اللّٰهُ كَا تُو قَوْل هِي هِي يَه كِه اَقْضَا نَا عَلِيُّ هَم مِيں سَب سِي عَمْدِه فَيَصِلُهُ دِي سَكْتِي هِي تُو حَضْرَتِ عَلِيؑ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اور بڑے پُر چچ فیصلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیے ہیں اور صحابہ کرام کو اشکال ہوا ہے اُس میں تو انہوں نے یہ اشکال پیش کیے ہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو علی نے فیصلہ دیا ہے میں بھی وہی جانتا ہوں یعنی بالکل ہی صحیح فیصلہ ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا خوف و خشیت اور بے باک فیصلے :

امام ابو یوسفؒ کے سامنے بھی لایا گیا ایک قضیہ اور مدعی علیہ یا مدعی ہارون رشید تھے تو فیصلہ جب ہوا تو عدالت میں آگئے ہارون رشید خود، تو امام ابو یوسفؒ نے اُس کو کچھ بہتر درجہ دیا جیسے بیٹھنے کی اجازت دی جائے یا بہتر جگہ بٹھایا جائے تو اس طرح کا کچھ سلوک کیا پھر انہوں نے سُن کر ہارون رشید کے حق میں نہیں بلکہ دوسرے کے حق میں دیا ہے فیصلہ۔ لیکن وہ افسوس کرتے تھے کہ میں نے ان کو اُس کے برابر کیوں نہیں بٹھایا یا اُس کے برابر کیوں نہیں کھڑا کیا خصوصیت کیوں کی ان کے ساتھ اس پُا نہیں افسوس رہا ملال رہا مدتوں۔

کتاب الخراج کی تمہید :

پھر ہارون رشید نے پوچھے تھے کچھ مسائل اُن سے تو انہوں نے اُس کا جواب لکھا کتاب الخراج

میں اُس کی تمہید جو ہے وہ بڑی سخت ہے وہ آج کے دَور میں لکھ دے اس طرح کی چیز حاکم اعلیٰ کے لیے تو یا تو اُسے عین جمہوریت لے کہنا پڑے گا یا یہ کہ بغاوت کہنا پڑے گا، بادشاہوں کے یہاں تو یہ بغاوت سے کم نہیں ہے جو اُن کی لکھی ہوئی ہے موجود ہے چھپی ہوئی ہے۔

امام کرخیؒ کا تقویٰ اور علمی انہماک :

ایک بزرگ گزرے ہیں کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بارے میں ہے کہ وہ بڑے ہی متقی تھے انہوں نے ساری عمر جو اپنے والد سے وراثت ملی تھی اُسی میں گزارہ کیا اور علمی کام کے سوا دوسرا کام کوئی نہیں کیا تو کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اسی طرح وقت گزارا اور جب بالکل عمر کا آخری حصہ آ گیا تو پھر کسی نے اُن سے ایک دفعہ کہا کہ آپ کا جو مکان ہے اُس کا فلاں حصہ جو ہے وہ شکستہ ہو رہا ہے تو وہ کہنے لگے کہ میں تو ادھر آٹھ یا دس سال سے گیا ہی نہیں، وہ پیسے ختم ہوتے رہے حتیٰ کہ مکان کی کڑیاں بچ دیں اور ایک خادمہ تھی اُن کی اُس کو یہ حکم تھا کہ وہ تیار کرے کھانا لاکر رکھ دے اور چلی جائے تو یہ اُس میں سے کھا لیتے تھے برتن رکھ دیتے تھے کام اپنا جو تھا وہ یہی تھا علمی کام صرف۔

اور کرخیؒ کا نام کتابوں میں بہت آتا ہے اُن کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُن کی اپنی وفات تو اس طرح ہوئی ہے کہ اُس لڑکی نے آکر کہا اُن کی خادمہ نے کہ جو پیسے آپ نے دیے تھے وہ سب ختم ہو گئے، کھانا تو دے دیا لا کر مگر جو پیسے دیے تھے وہ سب ختم ہو گئے تو انہوں نے وضو کی، نماز پڑھی نماز کے بعد دُعاء مانگی اور یہ کہ میں نے کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کیا کسی کے زیر بار نہیں رہا تو یہ پیسے ختم ہو گئے ہیں تو اب اس دُنیا سے تیرے پاس آنا بہتر ہے، بس اُن کی وفات ہو گئی اُس کے بعد۔

امام ابو یوسفؒ کے بارے میں امام کرخیؒ کا خواب :

تو کرخیؒ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا خواب میں کہ جنت کو صاف کیا جا رہا ہے تو میں نے ایک فرشتے کو روکا پوچھا اُس سے کہ بھئی یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا یہ صاف کی جا رہی ہے دھوئی جا رہی ہے کہا یہ تو صاف ہوتی ہی ہے انہوں نے کہا مزید حکم ملا ہے کہ صاف کی جائے اور وقت تھوڑا ہے وہ آگے چلا گیا۔ کہتے ہیں میں نے دوسرے کو دیکھا اُس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ یہ یعقوب کے لیے انتظام ہو رہا ہے امام ابو یوسفؒ

۱۔ اس سے اسلامی جمہوریت مراد ہے نہ کہ مغرب کی کفریہ جمہوریت۔

کانام یعقوب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسے اور صاف کرو اور سجاؤ اور اُن کو پہلے میرے پاس لاؤ میں اُن پہ موتی نچھاور کروں گا پھر انہیں (جنت میں) اس جگہ لے جانا۔
مخالفین کی باتوں پر صبر :

تو پھر دوسرے تیسرے فرشتے سے کسی سے انہوں نے روک کر پوچھا انہوں نے کہا کہ یہ درجہ کس لیے ہے اُن کو؟ کہنے لگے وہ لوگوں کی جو باتیں ہوتی تھیں اُن کو برداشت کرتے تھے اس پر اُن کو یہ درجہ دیا گیا ہے۔ تو باتیں طرح طرح کی ہوتی رہیں اور ہر حاکم کے بارے میں ہو جاتی ہیں اور..... پر آنے والا بھی سختی کرتا ہے اور حاکم کو یہ حکم ہے کہ وہ غصہ نہ کرے وہ انصاف کرے تو ایسی چیزیں جو ہیں یہ اُن کے اجر کا باعث ہوئیں۔

بہر حال آقائے نامدار ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا پوچھتے تھے سوال کیا کرتے تھے تو صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ملائکہ کا ایمان سب سے عجیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں کون سی تعجب کی بات ہے ملائکہ کے ایمان میں مَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ کیوں ایمان نہ لائیں وہ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وہ تو اللہ کے پاس ہیں سب چیزیں انہیں نظر آتی ہیں جن چیزوں کا تم سے کہا گیا کہ ایمان لاؤ وہ انہیں نظر خود آ رہی ہیں تو اُس میں کون سی بات ہوگی، پھر صحابہ کرام نے جواب دیا کہ پھر انبیائے کرام تو فرمایا مَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ انبیائے کرام کیوں ایمان نہ لائیں وَالْوَسْخِيُّ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ اُن پر تو وحی آتی ہے جن پر خود وحی آ رہی ہو صاحبِ وحی ہوں وہ کیوں ایمان نہیں لائیں گے قرآن پاک میں ہے اَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ رسول کا خود ایمان ہے اُس پر جو اللہ کی طرف سے اُن کے اوپر اتارا گیا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا اور آپ سے پہلے تمام انبیائے کرام کا یہ تھا تو اگر اپنا یقین نہ ہو تو دوسرے کو دعوت کیسے دے گا تو اپنا ایمان تو سب سے پہلے ہو گیا تو اس میں کون سی بات ہوگی فرشتہ آتا ہے خطاب کرتا ہے وہ دیکھتے ہیں انہیں بہت سی چیزیں نظر آتی ہیں جو چیزیں تمہیں نہیں نظر آتیں۔

کہنے لگے کہ پھر اچھا ہمارا ایمان ہے اُس کے بعد، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا ایمان نہ لانے کا مطلب ہی کوئی نہیں تمہیں تو ہونا ہی چاہیے مومن کیونکہ میں تمہارے بیچ میں ہوں وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ تم میں موجود ہوں تو اب سب ہی جو اُن کے ذہن میں تھے وہ طبقات سامنے آ گئے ملائکہ انبیائے کرام اور خود

صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ تم روزانہ مجھ سے معجزات دیکھتے ہو تمہارے ایمان نہ لانے کی وجہ تو کوئی ہے ہی نہیں دوسری جگہ یہ بھی آرہی تفسیر اس کی۔ پھر خود رسول اللہ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ **أَعْجَبُ الْخَلْقِ إِلَيَّ** میرے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ تعجب وہ لوگ ہیں ایمان کے اعتبار سے کہ جو میرے بعد آئیں گے **يَجِدُونَ ضُحْفًا فِيهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُونَ بِمَا فِيهَا** انہیں کوئی چیز نظر نہیں آئی نہ ملائکہ نہ وحی نہ رسول نہ صحابہ کرام نہ اور کچھ مگر وہ ایمان قبول کریں گے رہیں گے ایمان پر قائم وہ لوگ سب سے عجیب ہیں یعنی تعجب کی بات تو ان کا ایمان ہے جنہوں نے کچھ بھی نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ ان کے پاس کتاب اللہ پہنچی ہے احادیث پہنچی ہیں اسلام کی تعلیمات پہنچی ہیں اور انہوں نے یہ سن کر ایمان قبول کر لیا وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ باعثِ تعجب ہیں کہ وہ کیسے مؤمن ہو رہے ہیں۔

غیر مسلموں کا اسلام کی طرف رجحان :

تقسیم سے پہلے تو ہندوؤں کا اسلام کی طرف بڑا رجحان بڑھ گیا تھا کلکتہ میں مسجدِ ناخدا ہے کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ وہاں دو تین دو تین آدمی مسلمان نہ ہوتے ہوں اسی طرح کی رفتار اور بھی بڑھتی جا رہی تھی تو اب ہفتہ میں ایک آدھ مسلمان ہو جاتا ہے ورنہ وہاں دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ چھ چھ سات سات آدی روزانہ مسلمان ہوتے تھے تو ایک آدی بھی مسلمان ہو جائے تو پھر اُس کا اثر پورے خاندان پر پڑتا ہے پھر ایمان بڑھتا ہے۔ اور اُس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اب جبکہ مسلمانوں پر وہاں ہر طرح کا عتاب آرہا ہے اُس وقت بھی مسلمان ہو رہے ہیں لوگ تو یہ واقعی آقائے نامدار ﷺ کا فرمان جو ہے یہ سب سے زیادہ وزنی ہے اس پر تو ہمیں بھی تعجب ہوتا ہے کہ وہاں مسلمان ہونے والے اب کیسے مسلمان ہو رہے ہیں وہ مسلمان ہو کر جتے ہیں اُس پر انہیں تکالیف دی جاتی ہیں سب کچھ ہوتا ہے سب برداشت کرتے ہیں تو یہ خدا کی توفیق ہے اور ہدایت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو اپنی امت کے بارے میں فرمایا ہے بشارتیں دی ہیں اطلاعات دی ہیں حالات بتائے ہیں اُن میں سے یہ چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرمائے اور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب

فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء

ارشاد فرمایا کہ تم رجم کے بارے میں توراہ میں کیا حکم موجود پاتے ہو؟ کہنے لگے کہ ہم تو انہیں رُسا کر دیتے ہیں اور اُن کے کوڑے لگا دیے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے توراہ میں رجم کے حکم کی آیت موجود ہے توراہ لا کر پڑھو۔ انہوں نے توراہ لا کر کھولی تو ایک پڑھنے والے شخص نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ لیا اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھ دی۔ اُس سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ تو (یہاں سے) اپنا ہاتھ اٹھا تو (وہیں) دیکھا کہ آیت رجم موجود تھی۔ کہنے لگا کہ اے محمد! عبداللہ بن سلامؓ نے ٹھیک کہا ہے اس میں رجم کے حکم کی آیت موجود ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُن دونوں کو سنگسار کر دینے کا حکم فرمایا اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے اُس مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پر جھکتا تھا اور اُس کو پتھر لگنے سے بچاتا تھا۔“

(۲) مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخْرَجَ زَنَى فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هَذَا لِأَحَدٍ غَيْرِي فَقَالَ لَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَتُبَّ إِلَى اللَّهِ وَاسْتَجِرَ بِسِتْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ فَلَمْ تُقَرَّرْهُ نَفْسُهُ حَتَّى آتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ فَلَمْ تُقَرَّرْهُ نَفْسُهُ حَتَّى آتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخْرَجَ زَنَى قَالَ سَعِيدٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَعْرِضُ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا أَكْفَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ هَلْ يَشْتَكِي؟ أَبِي جَنَّةٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَصَحِيحٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَكْفُرُ أَمْ تَيْبٌ فَقَالَ بَلْ تَيْبٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَجِمَ .

”اسلمی قبیلہ کے ایک شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اس تباہ حال

نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ اُس سے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس بات کا ذکر میرے سوا کسی سے کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اللہ سے تو بہ کرو اور اللہ نے تمہارے گناہ پر جو پردہ رکھا ہے اُس سے اپنے آپ کو ڈھانپے رکھو! کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے لیکن انہیں اُن کے دل نے چین نہ لینے دیا حتیٰ کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور جیسی گفتگو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کی تھی وہی گفت و شنید حضرت عمرؓ سے بھی ہوئی۔ سعید بن المسیبؓ نے فرمایا کہ پھر انہیں اُن کے دل نے چین نہ لینے دیا حتیٰ کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ سے عرض کہا کہ اِنھوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے رُخ پھیر لیا، تین دفعہ ایسے ہی کیا۔ ہر دفعہ آپ ﷺ نے اُن سے رُخ پھیرتے رہے حتیٰ کہ جب انہوں نے زیادہ ہی کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے گھر آدمی بھیجا دریافت فرمایا کہ کیا انہیں کوئی دماغی شکایت ہے کیا انہیں جنون کا اثر ہے؟ گھر والوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے سچے رسول کوئی ایسی بات نہیں ہے خدا کی قسم وہ صحیح العقول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ یہ غیر شدیدی شدہ ہیں یا شادی شدہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شادی شدہ ہیں تب جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے رجم کا حکم دیا تو رجم کر دیا گیا۔“

(۳) مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمٍ يُقَالُ لَهُ هَزَالٌ يَا هَزَالُ لَوْ سَتَرْتَهُ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ . قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَحَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ يَزِيدُ بْنُ نَعِيمٍ بْنُ هَزَالٍ الْأَسْلَمِيُّ فَقَالَ يَزِيدُ هَزَالُ جَدِّي وَهَذَا الْحَدِيثُ حَقٌّ .

۱۔ مسئلہ : اگر ایسے گناہ کی کسی کو خبر نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ خدا نے یہ پردہ رکھا ہے ایسی صورت میں اُسے کسی کو اپنا گناہ نہ بتلانا چاہیے بس خداوند کریم کے آگے گڑگڑا کر توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

”حضرت سعید بن المسیبؓ نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک اَسلمی صحابی سے فرمایا جنہیں ہزّال کہا جاتا تھا کہ اے ہزّال! اگر تم اسے (ماعز) کو اپنی چادر سے چھپالیتے تو یقیناً یہ تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک ایسی مجلس میں سنائی گئی جس میں یزید بن نعیم بن ہزّال اَسلمی موجود تھے تو یزید نے کہا کہ ہزّال میرے دادا ہیں اور ان کے بارے میں یہ حدیث بالکل درست ہے۔“

(۴) مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزَّيْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَبِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَ . قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهِ عَلَى نَفْسِهِ .

”امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنے بارے میں زنا کا اقرار کیا اور اُس نے اپنے بارے میں چار دفعہ گواہی دی۔ اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اُسے رجم کر دینے کا حکم دیا تو اُسے رجم کر دیا گیا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اسی لیے یہ قانون ہو گیا کہ آدمی کو اپنے بارے میں اعتراف کرنے پر اُس سے مواخذہ کیا جاتا ہے۔“

(۵) مَالِكٌ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُلَيْكَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذْهَبِي حَتَّى تَضَعِي فَلَمَّا وَضَعَتْهُ جَاءَتْهُ فَقَالَ إِذْهَبِي حَتَّى تَرْضِعِيهِ فَلَمَّا أَرْضَعَتْهُ جَاءَتْهُ فَقَالَ إِذْهَبِي فَاسْتُودِعِيهِ قَالَ فَاسْتُودِعَتْهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ .

(موطأ امام مالکؒ ص ۶۸۳ و ۶۸۴)

۱۔ مسئلہ : اگر کسی کو کسی شخص کے بارے میں ایسے گناہ کا پتہ چلے تو اُسے چھپائے ہی رکھنا چاہیے اور چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

”حضرت عبداللہ بن ملیکہؓ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتلایا کہ اُس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور وہ حاملہ تھی۔ اُس سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ حتیٰ کہ بچہ کی ولادت ہو جب بچہ پیدا ہو گیا تو وہ پھر حاضر ہوئی۔ اُب کی دفعہ فرمایا کہ جاؤ حتیٰ کہ اِس کے دودھ پینے کی مدت پوری ہو۔ جب اُس نے رضاعت کی مدت پوری کر لی تو حاضر ہوئی۔ ارشاد فرمایا کہ جاؤ اِسے کسی کے سپرد کر آؤ، اُنہوں نے بتلایا کہ اُس نے بچہ کسی کے سپرد کیا پھر آئی تب آپ نے اُس کے بارے میں حکم فرمایا تو اُسے رجم کر دیا گیا۔“

(۶) مَالِكُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اأَفْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا اجْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَافْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَائْتِنِّي لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزْنِي بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَأَتَدَبُّتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جِلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدُّ عَلَيْكَ وَجِلْدَ ابْنَتِهِ مِائَةً وَغَرْبَةَ عَامًا وَأَمْرَ أَنْتِيسَ الْأَسْلَمِيِّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخِرِ فَإِنْ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا قَالَ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا . قَالَ مَالِكُ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ .

”حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ دو آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ ایک نے کہا اے رسول اللہ ہمارے مابین کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیجیے اور دوسرے نے جو ان دونوں میں زیادہ سجدہ ارتقا کہا

جی ہاں اے رسولِ خدا ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں بات عرض کروں۔ ارشاد فرمایا کہ بات کرو تو اُس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے یہاں اُجرت پر کام کرتا تھا تو اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو مجھے لوگوں نے بتلایا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا جاری کی جائے گی۔ میں نے اس حد سے بچانے کے لیے ایک سو بکریاں اور اپنی ایک باندی اس کے عوض فدیہ میں دیں پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی آتی ہے اور رجم اُس کی بیوی پر آتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یقیناً تمہارے مابین کتاب اللہ سے فیصلہ دوں گا۔ تیری بکریاں اور باندی تو تو ہی واپس لے لے اُس کے بیٹے کے سو کوڑے لگوائے اور اُسے ایک سال کے لیے جلا وطن کیا اور اُنیس اَسْلَمِی سے فرمایا کہ دوسرے شخص کی عورت کے پاس جائیں (اُس سے دریافت کریں) اگر وہ اعتراف کرے تو اُسے رجم کر دیں۔ اُس نے اعتراف کر لیا تو اُسے رجم کر دیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عسیف اجیر کو کہتے ہیں۔“

(۷) مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عْبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّي وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أُمَّهَلُهُ حَتَّى اتِي بَارَبَعَةَ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ .

”حضرت سعد بن عبادہ (جو سردار قوم تھے) نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو کیا اُسے اس حالت میں چھوڑ کر چار گواہ لاؤں، جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہاں۔“

یعنی اگر گواہ نہ ملیں گے تو عورت پر حد رجم نہ جاری کی جائے گی بلکہ یا تو شوہر اُسے طلاق دے دے یا قاضی کے یہاں دعویٰ کرے تو ایسی صورت میں لعان کرایا جائے گا۔

(۸) مَالِكُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا أَحْصَنَ إِذَا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الْإِعْتِرَافُ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرما رہے ہیں: رجم کتاب اللہ میں حق ہے یہ اُس پر جاری ہوگا جو زنا کا ارتکاب کرے مرد ہو یا عورت جبکہ وہ محض (شادی شدہ) ہو جب گواہ گواہی دیں یا حمل پایا جائے یا ان میں سے کوئی خود اعتراف کرے۔“

(۹) مَالِكُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ آتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ إِلَى الْمَرْأَةِ يَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَاتَّاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ زَوْجَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ . وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا لَا تُؤَخِّدُ بِقَوْلِهِ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذَلِكَ لِتَنْزِعَ فَابْتُ أَنْ تَنْزِعَ وَتَمَّتْ عَلَى الْإِعْتِرَافِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ .

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو ایک شخص آیا اُس نے آپ سے ذکر کیا کہ اُس نے اپنی بیوی کے پاس ایک مرد کو دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو واقد اللیثی کو عورت کے پاس بھیجا کہ اس واقعہ کے بارے میں اُس سے حال دریافت کریں وہ وہاں پہنچے تو اُس عورت کے گرد اور عورتیں بھی تھیں انہوں نے اُس کے شوہر کی بات جو اُس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی نقل کی اور اُسے یہ بتلادیا کہ اُس سے (محض) اس کے شوہر کے کہنے پر گرفت نہیں کی جائے گی اس طرح کی اور باتیں وہ اُس سے اس لیے کرتے رہے کہ وہ اعتراف زنا سے رجوع کرے لیکن وہ پھر بھی اقرار زنا پر ہی مکمل طرح جہی رہی، آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو اُسے رجم کر دیا گیا۔“

(۱۰) مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِثَى أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمِ كَوْمَةَ بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهُ فَاسْتَلْقَى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ كَبِّرْ سِنِّي وَضَعْفُ قُوَّتِي وَانْتَشِرْ رِعْيَتِي فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفْرِطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنْتُ لَكُمْ السُّنْنَ وَفَرِضْتُ لَكُمْ الْفَرَائِضَ وَتَرَكْتُكُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَصَلُّوا بِالنَّاسِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَضَرَبَ بِأِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ أَنْ تَهْلِكُوا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدِيثِي فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَكَتَبْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتَّى قُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ . قَالَ مَالِكٌ : قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةُ فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ .

”حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے بعد مٹی سے واپس ہوئے تو انہوں نے ابٹح نامی میدان میں پڑاؤ ڈالا پھر انہوں نے ایک (ریت اور پتھریوں کے) ڈھیر کو درست طرح بنایا پھر اُس پر اپنی چادر ڈال کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعاء کرنے لگے کہ اے اللہ! میں کبیر السن ہو گیا ہوں اور میری قوت کمزور ہو گئی ہے میری رعایا پھیل گئی ہے (رعایا میں انتشار ہے) مجھے اپنے پاس بلا لے نہ میں (لوگوں کی شرارتوں سے) ضائع ہوں نہ (اُن پر) زیادتی کروں۔

پھر مدینہ منورہ آئے تو خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اُس بیان میں پھر یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے لیے سنتیں مقرر کی گئی ہیں اور فرائض بھی مقرر کیے گئے ہیں اور تمہیں واضح (صاف اور کھلے) راستہ پر چلنا چھوڑا گیا ہے سوائے اس کے کہ تم اور لوگوں کی وجہ

سے دائیں بائیں چل کر گمراہ ہونے لگو۔ یہ فرماتے وقت آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا پھر فرمایا کہ دیکھو آیتِ رجم کے بارے میں بچتے رہنا کہیں اس مسئلہ میں ہلاکت میں نہ پڑ جانا کہ کہیں کوئی کہے کہ کتاب اللہ میں (ہمیں ایک حد یعنی کوڑے تو ملتے ہیں) دو حدیں (یعنی دوسری حدِ رجم) ہم اس میں نہیں پاتے کیونکہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے حدِ رجم جاری فرمائی ہے اور ہم نے بھی رجم کیا ہے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں اس آیت کو قرآن میں لکھ دیتا کہ شادی شدہ مرد اور عورت جب زنا کا ارتکاب کریں تو انہیں ضرور رجم کر دو کیونکہ ہم نے اسے آیتِ قرآنی کی صورت میں پڑھا ہے۔

سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ نہ گزرنے پایا تھا کہ حضرت عمرؓ شہید کر دیے گئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”الشَّيْخُ“ اور ”الشَّيْخَةُ“ سے مراد شادی شدہ ہیں کہ انہیں ضرور رجم کر دو۔“

قرآن پاک کی منسوخ التلاوات آیات بعد میں بھی وہ صحابہ پڑھتے ہی رہے ہیں جنہیں ان کے منسوخ ہونے کا علم جناب رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نہیں ہو سکا۔ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے جسے پڑھا جاتا رہا ہے اس کے بارے میں روایات آئیں گی۔

(۱۱) مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِي سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْسَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنِيْمَ الرِّضَاعَةَ فَالْحَمْلُ يَكُونُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عَثْمَانُ فِي أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ .

(مؤطا الامام مالک الی ص ۶۸۶)

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جسکے (شادی سے) چھ ماہ میں بچہ پیدا ہو گیا تھا آپ نے اُسے رجم کر دیئے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

(کو علم ہوا) تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اس عورت پر رحم لازم نہیں آتا کیونکہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس ماہ ہیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جو شیر خوارگی کی مدت پوری کرنے کا ارادہ کرے۔ (ان دونوں آیتوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ بچہ کی پیدائش چھ ماہ میں ہو جائے اور دودھ پلانے کی مدت دو سال ہو اس طرح تیس ماہ میں دونوں باتیں جمع ہو جائیں لہذا انہوں نے کہا کہ) حمل چھ ماہ کا (بھی) ہوتا ہے اس لیے اس عورت پر رحم لازم نہیں آتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا وہ پہنچا تو اسے رحم شدہ پایا۔“

یہاں تک جو روایات موطاً امام مالک سے اس موضوع پر لکھی گئی ہیں ان کی تائیدی روایات مصنف ابن ابی شیبہ سے لکھی جا رہی ہیں (ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا تعارف آگے آ رہا ہے) ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق، ابوداؤد طیالسی اور مسند احمد کی روایات اس لیے تحریر کر رہا ہوں کہ یہ کتابیں عام طور پر میسر نہیں ہیں یکجا ہونے سے سہولت ہوگی اس لیے مع سند لکھی جا رہی ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ قَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضْلُوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ نَزَلَهَا اللَّهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أَحْصَنَ الرَّجُلُ أَوْ قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ حَمْلًا أَوْ اعْتِرَافًا وَقَدْ قَرَأْتُهَا الشَّيْخُ وَ الشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَيِّنَةُ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ . قِيلَ لِسُفْيَانَ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ .

(المصنف لا بن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۳۳)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمَ أَبُو بَكْرٍ وَرَجَمْتُ أَنَا

(المصنف لا بن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۳۳)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ
يُوسُفَ بْنِ مَهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ الرَّجْمُ حَدٌّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ
فَلَا تُخَدَعُوا عَنْهُ وَ ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجَمَ وَ رَجَمَ أَبُو بَكْرٍ
وَ رَجَمْتُ أَنَا .

(المُصَنَّفُ لا بن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۳۳)

مالکی مسلک کی معتبر ترین کتاب الْمَدْوَنَةُ الْكُبْرَى میں فقہ مالکی کے مسائل جمع کیے گئے ہیں۔ اس
میں رجم کے حد ہونے کا کتاب الحدود میں متعدد جگہ ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ایک حصہ خاصہ کتاب الرجم کے
عنوان سے لکھا گیا ہے اُس میں ہے کہ سَخْنُونُ نے ابن القاسم سے (جو کہ امام مالک کے براہ راست
شاگرد اور اُن کے حامل مسلک تھے) دریافت کیا :

قُلْتُ هَلْ يَجْتَمِعُ الْجَلْدُ وَالرَّجْمُ فِي الزَّانَا عَلَى النَّيِّبِ فِي قَوْلِ مَالِكٍ
قَالَ لَا يَجْتَمِعُ عَلَيْهِ. وَالنَّيِّبُ حَدُّهُ الرَّجْمُ بغيرِ جَلْدٍ وَالْبَكْرُ حَدُّهُ الْجَلْدُ
بغيرِ رَجْمٍ بِذَلِكَ مَضَتْ السُّنَّةُ .

(المدونة الكبرى الجزء الخامس عشر ج ۶ ص ۲۳۶)

”کیا امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں نئیب (شادی شدہ) پر حد میں کوڑے اور رجم جمع
ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس پر دو چیزیں جمع نہ ہوں گی۔ اور نئیب کی حد رجم ہے
بغیر کوڑوں کے اور کتوارے کی حد کوڑے ہیں بغیر رجم کے، یہی طریقہ چلا آ رہا ہے۔“

(جاری ہے)



قط : ۸

انفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ بجنوری ﴾

فاضل دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ



بچوں کے ساتھ :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِرْ كَبِيرَنَا . (رواہ الترمذی)

”جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش نہ آئے اور ہمارے بڑوں

کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

چنانچہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنے وصال سے دو تین گھنٹہ پیشتر صاحبزادہ مولوی اسعد صاحب اور

گھر کے دیگر افراد کو اپنے پاس بٹھا کر وصیت فرمائی :

”دیکھو ہمیشہ بڑوں کا احترام کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ

کرنا اور اگر کوئی حادثہ عظیم پیش آئے تو اُس پر صبر کرنا (اپنے وصال کی طرف اشارہ تھا)۔“

آپ تاحیات طیبہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر عامل رہے اور بعض دفعہ تو ایسا ہوا ہے کہ

در بار رسالت کا نقشہ کھینچ دیا چنانچہ ایک مرتبہ آپ درس سے تشریف لارہے تھے کہ چھوٹی صاحبزادی عزیزہ

فرحانہ سلمہا نے اُن دنوں چلنا سیکھا ہی تھا، راستہ میں گرتی پڑتی آگئیں، حضرت نے فوراً ہی آغوشِ محبت میں

اُٹھالیا یہی نہیں بلکہ بانس کنڈی (آسام) میں مولانا مصدر علی صاحب کی چھوٹی بچی نہ معلوم کہاں سے پہنچ گئی

آپ نے فوراً ہی گود میں اُٹھالیا۔

ان واقعات کے ساتھ ساتھ ذرا ذہن کو دربار رسالت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں حاضر

کیجیے۔ مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اثنائے خطبہ میں

دونوں صاحبزادوں حضراتِ حسنینؑ پر نظر پڑ جاتی ہے کہ لائے لائے کرتوں کے دامنوں میں اُلجھتے گرتے پڑتے نانا جان کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر خطبہ چھوڑ کر دونوں شہزادوں کو آغوشِ محبت میں اٹھا لیتے ہیں اور فوراً محبت میں فرماتے ہیں: **إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ** تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں (یعنی آزمائش)۔

ایک دن حضرت مہمان خانہ میں تشریف رکھتے تھے تینوں چھوٹی صاحبزادیاں آگئیں، دو صاحبزادیاں دونوں زانو مبارک پر آ کر بیٹھ گئیں اور ایک صاحبزادی سامنے ہو کر مچلنے لگی۔ اچھے ابا جی! بھلے کی کہانی سنا دو، اچھے ابا جی! بھلے کی کہانی سنا دو۔ حالانکہ مہمان خانہ بھرا ہوا تھا اور حضرتؐ کوئی خاص کام فرما رہے تھے لیکن آپ نے بچوں کو جھڑکا نہیں جیسا کہ ہم لوگ ایسے موقعوں پر ہشت ہشت کر دیتے ہیں بلکہ فرمایا: ”آری پگلی! مولانا صاحب بیٹھے ہیں کہیں مار نہ دیں۔“ دوستوں کے ساتھ :

دوستی اور بھائی چارگی کی مٹی پلید جتنی اس زمانے میں ہوئی ہے شاید کسی زمانے میں نہ ہوئی ہو یا تو اتنی بے تکلفی کہ شرعی حدود سے تجاوز کر کے نگاناچ شروع کر دیا جاتا ہے یا اتنا تکلف کہ الامان الحفیظ یا اتنی بے رخی کہ گویا شناخت نہیں کرتے، حقیقت یہ ہے کہ تکلفاتِ بیجا سے دوستی اور اخوت کا منشاء فوت ہو جاتا ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ مَنْ جَعَلَ نَفْسَهُ عِنْدَ الْإِخْوَانِ فَوْقَ قَدْرِهِ أَيْمٌ وَائْتُمُوا
وَمَنْ جَعَلَ دُونَ قَدْرِهِ سَلِمَ وَسَلِمُوا وَتَمَامُ التَّخْفِيفِ بَطِيٌّ بِسَاطِ
التَّكْلِيفِ حَتَّى لَا يَسْتَحْيَ مِنْهُ مِمَّا لَا يَسْتَحْيَ عَنْ نَفْسِهِ الخ (احیاء)

”حکماء کا کہنا ہے کہ جس نے دوستوں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا اور برتر سمجھا خود بھی گناہگار ہوا اور دوست بھی ہوئے (شاید اس وجہ سے کہ ایسے دوست سے کیوں دوستی کی جو متکبر ہے) اور جس نے اپنے آپ کو دوستوں کے سامنے کمتر پیش کیا تو یہ بھی سلامت رہا اور وہ بھی سلامت رہے۔ (آگے فرماتے ہیں) کہ پوری تخفیف یہ ہے کہ تکلف کو کم کیا جائے حتیٰ کہ جس حالت سے خود نہیں شرماتا دوستوں سے بھی نہ شرمائے یعنی جس کمزور دُلبلی حالت اور غریبانہ شان سے خود رہتا ہے دوستوں کے سامنے جاتے وقت

شرم محسوس نہ کرے۔“

اب آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر ایک طائرانہ نظر ڈال لیجئے آپ کی پوری حیاتِ طیبہ تکلفات سے خالی ملے گی۔ دوستوں کے ساتھ مزاج فرمانا، اُن کے گھروں پر بلا تکلف جا کر کھانا تناول فرمانا (چنانچہ اس روایت کو پیش نظر لائیے کہ حضور ﷺ کے ایک صحابیؓ جو بازار میں کچھ فروخت کر رہے تھے آپ نے چپکے سے جا کر اُن کی آنکھوں کو اپنے دستِ مبارک سے بند کر دیا (جس طرح آج کل بھی بچے بتاؤ کون! والی آنکھ مجھولی کھیلتے ہیں)۔

آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا یہ مبارک گوشہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے اس گوشہ میں جلوہ گر پائیں گے۔ دوستوں سے وہی بے تکلفی، جو گھر میں موجود وہی سامنے لا کر رکھ دیا، وہی مزاج، کہیں دوستوں سے مٹھائی کی چھین جھپٹ ہو رہی ہے تو کہیں دوستوں کے گھر جا کر مٹھائی کے مطالبے ہو رہے ہیں۔ نہ معلوم کتنی مرتبہ وہ عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا ہے کہ حضرت اپنے دوستوں کے ساتھ بے تکلف نظر آتے تھے۔

دوستوں کے گھروں پر جانا اور اُن کی مزاج پر سی کرنا آپ کی عادت میں داخل تھا چنانچہ حضرت اُستاذی مولانا محمد جلیل صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جب کبھی سفر سے تشریف لاتے آپ کا یہ معمول تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے دولت کدہ پر تشریف لے جاتے اور اہل خانہ کی مزاج پر سی فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ضرور تشریف لے جاتے۔ یہ تو قیامِ دیوبند کا حال ہے، دیوبند سے باہر بھی آپ ہمیشہ دوستوں کے یہاں قیام فرمانے کو ترجیح دیتے تھے۔ بڑے بڑے خدام ہوتے تھے جن کے یہاں اللہ کا دیا ہوا دُنیا کے آرام اور راحت کا ہر سامان موجود ہوتا تھا مگر آپ نے ہمیشہ دوستوں کی ٹوٹی چار پائی اور خس پوش گھر کو ترجیح دی ہے۔

چنانچہ میرے وطن نہپور میں حضرت کا قیام مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کے یہاں ہوتا تھا اور آپ ٹوٹی چار پائی پر پھولوں کے بیج سے زیادہ آرام محسوس کرتے تھے۔ مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ مکتوبات شیخ الاسلامؒ حصہ دوم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں :

”سیاسی رہنماؤں اور مندوبین کی قیام گاہ لکھنؤ میں عموماً بڑے ہوٹل قیصر باغ کے پرانے

محلات یا امراء کی کوشیاں ہوتی تھیں مولانا کو اس ماحول سے کبھی مناسبت نہیں رہی اُن کو ایک سادہ بے تکلف مخلصانہ قیام گاہ جہاں سے مسجد قریب ہو جہاں معمولات آسانی سے پورے ہو سکتے ہوں اور جہاں رہنے اور کھانے میں تکلفات نہ ہوں ہزار درجہ پسند ہے۔ ہمارا محلہ (بازار جھاؤ لال) ہمیشہ اس بارے میں ممتاز رہا ہے کہ وہاں صحیح العقیدہ غریب مسلمان رہتے ہیں (والد صاحب مولانا حکیم سیّد عبدالحئی صاحب) کی وجہ سے اور ندوہ کے تعلق سے یہ محلہ اور اس کی مسجد ہمیشہ علماء و فضلاء کا مرکز رہی ہے۔ مولانا نے اس محلہ اور ہمارے مکان کو لکھنؤ کے قیام کے لیے منتخب فرمایا اور آج کئی برس ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ بھی اس وضع داری میں فرق نہ آیا۔“

حضرت مولانا اَسعد اللہ صاحب ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں :

”سہارنپور ریلوے کا جنکشن ہے یہیں سے سب اطراف کو ٹرینیں چھوٹی ہیں اس لیے عموماً ہر سفر میں حضرت کو سہارنپور سے گزرنا ہوتا تھا اور جس ٹرین سے ان کو سفر کرنا ہوتا اگر اُس کی روانگی میں ذرا بھی توقف ہوتا یہ ہی نہیں اگر توقف کا موقع پیدا کیا تو مدرسہ ضرور تشریف آوری سے نوازتے اور ارباب جامعہ کو معزز اور مفتخر فرماتے۔“

ناظم صاحب ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں :

”رات کے ساڑھے گیارہ بجے ہیں برق و باراں کی شدت ہے ہر طرف گہری ظلمت چھائی ہوئی ہے کہ یکا یک حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم کی بالائی منزل جو حضرت شیخ کے مطالعہ اور تصنیف و تالیف کا مخصوص کمرہ ہے اور جس میں اُن کے مطالعہ کا نادر کتب خانہ ہے، اس کے زینہ کے کیواڑ میں دستک کی آواز آئی حضرت شیخ الحدیث صاحب دل میں فرماتے ہیں کہ اس وقت کوئی بہت ہی نمایاں شخصیت آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ معاذ ہن حضرت مدنی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور کیواڑ کھولنے پر یہ خیال حقیقت بن کر سامنے آ جاتا ہے الخ۔“ (شیخ الاسلام نمبر ص ۲۰)

غرضیکہ اسی قسم کے واقعات دوستوں کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے یہ ہی نہیں بلکہ حضرت نے اپنے

احباب کی بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں آپ نے دُنیا کو سبق دیا کہ دوستوں کی خدمت اس طرح کی جاتی ہے۔ چنانچہ کراچی جیل کا واقعہ ہے کہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو پیشاب کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے آپ نے پیشاب کا برتن کمرہ ہی میں رکھ لیا تھا۔ رات بھر کا پیشاب ہوتا تھا آپ یعنی حضرت شیخ الاسلامؒ اس کو کہیں لوٹ آتے تھے اور دھو کر اُسی جگہ رکھ دیتے تھے کافی عرصہ تک کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اتفاق سے ایک دن رات کو مولانا محمد علی صاحب کی آنکھ کھل گئی تب پیشاب کے برتن کے صاف ہونے کا راز معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلامؒ مخدوم جہاں خادم بنے ہوئے ہیں۔

مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی نے مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلامؒ میں تحریر فرمایا ہے :

”مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے روایت ہے کہ یوپی میں میری تقریر تھی رات کو تین بجے تقریر سے فارغ ہو کر لیٹ گیا بَيْنَ الْيَقْظَةِ وَالنَّوْمِ مجھ کو محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاؤں کو دبا رہا ہے میں نے کہا خیر مجھ کو عادت بھی ہے کوئی دوست ہوگا مگر اس کے ساتھ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ مٹھی تو عجیب قسم کی ہے، باوجود راحت کے نیند رخصت ہوتی جا رہی ہے۔ سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت شیخ مدنیؒ ہیں الخ۔“ (مکتوبات ص ۴۲)

✽ ✽ ✽ (جاری ہے) ✽ ✽ ✽

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

تر بیتِ اولاد

﴿ از افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیر نظر رسالہ ”تر بیتِ اولاد“ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے، نہ ہونے، ہو کر مر جانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانہ بلوغ تک روحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات، عقیدہ، ختنہ وغیرہ امور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرنے سے اولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرہ آخرت بھی ثابت ہوگی انشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

چند متفرق ضروری ہدایات :

☆ بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں بلکہ بقدر ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ (ہلکی ورزش) اور لڑکیوں کو

چلی اور چرخہ پھیرنے کی عادت ڈالیں۔

☆ ختنہ چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے تکلیف کم ہوتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے۔

☆ ماں باپ خود خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچہ پر نگران مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر

وقت صاف ستھرا رہے جب ہاتھ منہ میلا ہو جائے فوراً دُھلا دے۔

☆ بچوں کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔

☆ پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی طاقت کی ہمیشہ کھلاتی رہو۔ چھوٹے بچوں کو کنویں پر

مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اُس پر تختہ ڈالو اگر ہر وقت تالا لگائے رکھو اور اُن کو لوٹا دے کر پانی

لانے کے واسطے کبھی مت بھیجو، شاید وہاں جا کر خود ہی کنویں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

☆ بچوں کو ہنسی میں مت اچھا لو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اسی طرح اُن کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جائے۔

چند ضروری اور اہم ہدایات :

☆ اچھے کھانے پینے کی عادت مت ڈالو۔ ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔

☆ اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور غلطی سے کرے تو تم کبھی اپنے بچہ کی طرف داری مت کرو، خاص طور پر بچے کے سامنے ایسا کرنا بچہ کی عادت خراب کرنا ہے۔

☆ اپنے گھر والوں کی یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو، کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونہ سے مت مارو، اللہ بچائے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں۔ اور چہرہ اور سر پر بھی مت مارو۔

☆ لڑکیوں کو تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادتیں بگڑتی ہیں اور جو غیر لڑکے گھر میں آئیں چاہے چھوٹے ہی ہوں مگر اُس وقت لڑکیاں ان سے ہٹ جایا کریں۔

بچوں کو ماں باپ کا نام و پیتہ ضرور یاد کرادینا چاہیے :

بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرادو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تا کہ اُس کو یاد رہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ خدا نخواستہ بچہ کھو جائے اور کوئی اُس سے پوچھے کہ تو کس کا ہے تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتلا دے گا پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اُس کو پہنچا دے گا اور اگر یاد نہ ہوں گے تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اُمّاں کا ہوں ابا کا ہوں، یہ خبر نہیں کہ کون اُمّاں کون ابا۔ (جاری ہے)



وفیات

۲۲ جنوری کو جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث و نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد ۶۷ سال کی عمر پا کر رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر اپنی بارگاہ میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ اہل جامعہ اپنے کو ان کے غم میں برابر کا شریک جانتے ہوئے اہل خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر فرما کر جامعہ اشرفیہ کو مزید ظاہری اور باطنی ترقیات سے سرفراز فرمائے۔

☆ گذشتہ ماہ بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص ملتان کے الحاج نذیر احمد صاحب بٹالوی طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ ۲۳ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد حسین صاحب کی دادی صاحبہ ۱۰۶ برس کی عمر پا کر وفات پا گئیں ☆ ۲۶ جنوری کو جامعہ مدنیہ قدیم کے فاضل، مکی مسجد انارکلی لاہور کے امام و خطیب مولانا قاری محمد زبیر صاحب اچانک وفات پا گئے۔ ☆ جناب اسماعیل بھٹی صاحب کی اہلیہ صاحبہ گذشتہ ماہ کریم پارک لاہور میں وفات پا گئیں۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم ڈاکٹر محمد امجد صاحب کے خالو جناب غازی صلاح الدین صاحب گذشتہ ماہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ ۲۷ جنوری کو چوہدری ہسپتال شیش محل روڈ لاہور کے ڈاکٹر محمد انور الحق صاحب چوہدری طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب مطیع اللہ صاحب کی دادی صاحبہ گذشتہ ماہ وفات پا گئیں۔ ☆ جامعہ مدنیہ قدیم کے ناظم قاری غلام رسول صاحب کے خسر صاحب گذشتہ ماہ وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ قدیم کے معاون ناظم مولوی عبدالشہید صاحب کے والد صاحب اچانک وفات پا گئے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

سرورِ کونین فخرِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایک نظر میں

﴿ استفادہ از : موزخِ اسلام مولانا محمد عثمان معرونی ﴾



ظہورِ قدسی :

☆ ولادت حضرت عبداللہ والد ماجد رسول اللہ ﷺ : ۵۴۶ء۔ وفات : بمر ۲۴ رسال ،

۵۷۰ء۔

☆ واقعہِ فیل شنبہ ۱۷ محرم، ۲ مارچ ۵۷۱ء۔

ولادت آنحضرت ﷺ :

☆ دو شنبہ ۹ ربیع الاول / ۲۲ اپریل ۵۷۱ء یکم حیثہ ۶۲۸ واقعہِ فیل کے پچاس روز بعد

☆ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا جنہوں نے آپ کے چچا حضرت حمزہ

رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا، ایک ہفتہ بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا اور قبیلہ ہوازن میں پانچ برس تک

قیام رہا۔

☆ ۵۷۷ء میں والدہ کی وفات ہوئی اُس وقت آپ کی عمر مبارک چھ برس کی تھی اس کے بعد آپ

کے دادا عبدالمطلب نے کفالت کی

☆ ۵۷۹ء میں بمر ۸۲ رسال جب عبدالمطلب فوت ہو گئے تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے

کفالت کی اُس وقت آپ کی عمر آٹھ برس تھی

☆ ۸۱، ۸۰ء میں نو دس برس کی عمر میں خدمتِ گلہ بانی انجام دی۔

☆ ۵۸۳ء میں بمر تیرہ سال ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کا تجارتی سفر کیا جس میں تیماء کے اندر

”بجیرا“ راہب سے ملاقات ہوئی۔

☆ ۵۹۱ء، ۵۹۶ء پیشہ تجارت۔

☆ ۵۹۵ء میں بمر پچیس سال حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر ملک شام کا دوسرا تجارتی سفر کیا

جس میں مقام بصری میں ”نسطورا“ راہب سے ملاقات ہوئی۔

☆ پچیس برس دو ماہ دس دن کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جن کی عمر چالیس برس تھی۔

☆ تیس سال عمر میں آپ کو ”امین“ کا خطاب ملا۔

☆ ۶۰۵ء میں ہجر پینتیس سال تعمیر کعبہ کے موقع پر ”حکم“ کی حیثیت سے حجر اَسود نصب کر کے

آپ نے بڑا جھگڑا ڈور کیا۔

☆ ۶۰۶ء تا ۶۰۹ء تنہائی پسندی، غارِ حراء میں قیام اور یادِ خدا میں انہماک۔

☆ ۶۰۹ء میں رُو یائے صادقہ کا ظہور۔

طلوع آفتاب رسالت :

☆ چالیس برس کی عمر دو شنبہ ۹ ربیع الاول ۴۱ عیسوی / ۱۲ فروری ۶۱۰ء کو بعثت ہوئی اور فجر و ظہر

کی نمازیں فرض ہوئیں۔

☆ شب جمعہ ۱۸ رمضان المبارک ۱ ربوی / ۱۷ اگست ۶۱۰ء نزولِ قرآن کا آغاز۔

☆ تین برس بعد دعوتِ نبوت کے اظہار کا حکم۔

☆ ۳ ربوی میں کوہِ صفا کا مشہور خطبہ۔

☆ بعثت کے چھ برس بعد شنبہ یکم محرم ۷، ۸، ۹ ربوی / ۶۱۵ء تا ۶۱۸ء تین برس تک شعب ابی طالب

میں محصوری۔

☆ اُنچاس برس کی عمر میں عام فیل کے پچاسویں سال محصوری کا خاتمہ۔

☆ اس کے بعد آٹھویں ماہ میں ۱۰ ربوی میں ابوطالب کا ہجر ۸۰ سال انتقال۔

☆ اس کے تین دن یا کچھ کم و بیش کے بعد حضرت خدیجہؓ کی ہجر ۶۲ سال رحلت۔

☆ اس کے بعد ہی جمادی الاخریٰ ۱۰ ربوی میں آپ نے طائف کا تبلیغی سفر کیا جہاں آپ ﷺ

پر پتھر پھینکے گئے تو مطعم بن عدی کے جواریں مکہ معظمہ واپس آئے۔

☆ اسی سفر میں مقامِ خلہ میں نصیبین کے مقام پر سات جن آپ سے قرآن سن کر ایمان لائے۔

☆ اکاون برسِ نوماہ کی عمر میں دوشنبہ ۲۷/رجب ۱۰ نبوی/۲۲/مارچ ۶۱۹ء میں واقعہِ معراج پیش آیا اور نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔

☆ ۱۰ نبوی ۶۲۰ء میں حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ سے نکاح۔

☆ ذوالحجہ ۱۱ نبوی/۶۲۰ء میں عقبہِ منیٰ میں مدینہ کے چھ یا آٹھ آدمیوں کا آپ ﷺ سے قرآن سن کر قبولِ اسلام۔

☆ ذوالحجہ ۱۲ نبوی/۷/مارچ ۶۲۱ء میں بیعتِ عقبہِ ثانیہ جس میں مدینہ کے بارہ اشخاص ایمان لائے

☆ ذوالحجہ ۱۳ نبوی/۶۲۲ء بیعتِ عقبہِ ثالثہ جس میں تہتر آدمی ایمان لائے اور آپ ﷺ کی

حمایت کا عہد کیا۔

متفرقات :

☆ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے: حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ

پھر حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ،

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔

☆ ولادت حضرت ابوبکرؓ: ۵۷۳ء ☆ ولادت حضرت عثمان غنیؓ: ۵۷۵ء ☆ ولادت حضرت عمر

فاروقؓ: ۵۸۲ء ☆ ولادت حضرت علیؓ و حضرت زینبؓ، وفات حضرت قاسم بن محمدؓ: ۶۰۰ء ☆ ولادت

حضرت قاسمؓ بن محمد ۵۹۸ ☆ حربِ فجار: ۵۸۵ء ☆ حلف الفضول: ۵۸۶ ☆ ولادت حضرت عائشہ صدیقہؓ

بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا: ۶۱۳ء ☆ ہجرت صحابہؓ بملک حبش: رجب ۵ نبوی/اپریل ۶۱۳ء ☆ سید الشہداء

حضرت حمزہؓ و حضرت عمر فاروقؓ کا قبولِ اسلام: ۶ نبوی۔

ہجرتِ نبوی :

☆ ۵۳ برس کی عمر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر ہجرتِ مدینہ کا حکم سنایا۔

☆ ہجرت و داخلہِ غار ثور : شب جمعہ یادوشنبہ ۲۷/صفر ۱ ہجری/ستمبر ۶۲۲ء

☆ داخلہِ قبا : جمعہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱ ہجری/۲۷/ستمبر چودہ روز قیام اور مسجدِ قبا کی تعمیر۔

- ☆ داخلہ مدینہ منورہ : جمعہ ربیع الاول ۱/ ہجری / ستمبر ۶۲۲ء
- ☆ تعمیر مسجد نبوی، ولادت عبداللہ بن زبیرؓ: ۱/ ۱/ ۶۲۲ء
- ☆ ظہر، عصر، عشاء میں چار رکعتوں کی فرضیت، یہودیوں سے معاہدے: ۱/ ۱/ ۶۲۲ء
- ☆ تحویلِ قبلہ: شنبہ ۱۵ شعبان ۲/ ۱/ اکتوبر ۶۲۳ء۔
- ☆ سریہ حارث بن عبداللہ: ۲/ ۱/ ۶۲۳ء۔
- ☆ غزوہ ابواء صفر ۲/ ۱/ جون ۶۲۳ء۔
- ☆ فرضیتِ جہاد: صفر ۲ھ
- ☆ غزوہ بواط: ربیع الاول ۲/ ۱/ جولائی ۶۲۳ء۔
- ☆ غزوہ ذی العشرین جمادی الآخری ۲/ ۱/ اکتوبر ۶۲۳ء۔
- ☆ سریہ عبداللہ بن جحشؓ: رجب ۲/ ۱/ نومبر ۶۲۳ء۔
- ☆ سریہ غطفان: ۲ھ۔
- ☆ فرضیتِ رمضان کے بعد پہلا روزہ چہار شنبہ کیم رمضان ۲/ ۱/ فروری ۶۲۳ء۔
- ☆ غزوہ بدر: ۱۷/ ۱/ رمضان ۲/ ۱/ جنوری ۶۲۳ء (مسلمان ۳۱۳، ۲۲ شہید، کفار ۱۰۰۰ جن میں سے ۷۰ مقتول اور ۷۰ قید ہوئے)۔
- ☆ غزوہ بنوقیقاع: شوال ۲/ ۱/ جنوری ۶۲۳ء (انہوں نے بدر کے موقع پر مدینہ میں بغاوت کی تھی اس لیے جلا وطن کیے گئے)۔
- ☆ صدقہ فطر، باجماعت نماز عید الفطر، نکاح فاطمہ زہرہؓ، وفات حضرت زقیہؓ: ۲ھ۔
- ☆ غزوہ سویق: ذوالحجہ ۲/ ۱/ اپریل ۶۲۳ء (مسلمان دو سو، کفار دو سو)۔
- ☆ سریہ زید بن حارثہؓ: جمادی الآخری ۳/ ۱/ ستمبر ۶۲۳ء۔
- ☆ غزوہ أحد: دو شنبہ ۱۵ یا ۱۶ شوال ۳/ ۱/ جنوری ۶۲۵ء (مسلمان چھ سو پچاس، ستر شہید، چالیس زخمی؛ کفار تین ہزار، تین مقتول)۔ اس کے ایک روز بعد غزوہ حراء الاسد۔

- ☆ احکام وراثت، نکاح مشرکہ کی ممانعت، حضرت کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان سے نکاح، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا و حضرت زینب بنت خزیمہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد، ولادت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ: ۳ھ۔
- ☆ حرمت شراب، ولادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد، حضرت زینب بنت خزیمہ کی وفات: ۴ھ۔

- ☆ واقعہ رجب، واقعہ پر معونہ: صفر ۴ھ / مئی ۶۲۵ء (رجب میں مسلمان دس، کفار ایک سو؛ واقعہ پر معونہ میں مسلمان ستر، انہتر شہید)۔

- ☆ غزوہ بنی نضیر اور ان کی جلا وطنی: رجب الاول ۴ھ / جون ۶۲۵ء۔
- ☆ پردہ کا حکم: جمعہ کیم ذوالقعدہ ۴ھ / اپریل ۶۲۶ء۔
- ☆ غزوہ بدر ثانیہ ذوالقعدہ ۴ھ (مسلمان ایک ہزار پانچ سو دس؛ کفار دو ہزار پچاس) کفار واپس ہو گئے جنگ نہ ہوئی۔

- ☆ غزوہ بنی المصطلق یا غزوہ مریض، تیمم کا حکم، واقعہ اٹک، زنا کی حد، حضرت جویریہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد: ۳ شعبان ۵ھ / دسمبر ۶۲۶ء۔

- ☆ غزوہ خندق، احزاب: شوال ۵ھ / فروری ۶۲۷ء (مسلمان تین ہزار دس ہزار)۔
- ☆ غزوہ بنی قریظہ اور یہود قریظہ کا خاتمہ: ذوالحجہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء؛ دشمن مقتول اور قید ہوئے۔
- ☆ غزوہ بنی لحيان: رجب الاول ۶ھ / جون ۶۲۷ء۔
- ☆ غزوہ ذی قرد: رجب الاخر ۶ھ / جولائی ۶۲۷ء (تین مسلمان شہید ایک کافر مقتول)۔
- ☆ سریۃ الغمر: رجب الاخر ۶ھ / اگست ۶۲۷ء۔
- ☆ سریۃ زید بن حارثہ: جمادی الاولیٰ ۶ھ / ستمبر ۶۲۷ء۔
- ☆ سریۃ دوم زید بن حارثہ: جمادی الاخریٰ ۶ھ / اکتوبر ۶۲۷ء۔
- ☆ سریۃ عبداللہ بن عتیک: رمضان ۶ھ / دسمبر ۶۲۷ء۔
- ☆ سریۃ عبداللہ بن رواحہ: شوال ۶ھ / جنوری ۶۲۸ء۔

☆ بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ: ذوالقعدہ ۶ھ / فروری ۶۲۸ء (مسلمان چودہ سو، عمرہ ادا کرنے گئے تھے کفار نے روک دیا)۔

☆ آنحضرت ﷺ کے دعوتِ اسلام کے خطوطِ سلاطین کے پاس: محرم ۷ مئی ۶۲۸ء۔

(۱) قیصر روم کے پاس دجیہ کلیٰ۔

(۲) خسرو پرویز کج کلاہان ایران کے پاس عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ۔

(۳) عزیزِ مصر مقوقس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہؓ۔

(۴) نجاشی شاہِ حبش کے پاس عمرو بن اُمیہ ضمریؓ۔

(۵) رُوسائے یمامہ کے پاس سلیط بن عمرؓ۔

(۶) رئیسِ حدودِ شام حارث غسانی کے پاس شجاع بن وہب اَسدیؓ کو بطورِ قاصد بھیجا۔

اسلامی ریاست کی ابتداء:

☆ فتحِ خیبر: محرم ۷ مئی / ۶۲۸ء (مسلمان چودہ سو، ۱۸ شہید؛ دشمن دس ہزار، ۹۳ مقتول) یہیں

آپ ﷺ کو زہر دیا گیا تھا۔

☆ حضرت صفیہؓ سے آنحضرت ﷺ کا عقد۔ گدھے، خچر، درندے اور پنجہ دار پرندے کی

حرمت: ۷ھ۔

☆ غزوہ ذات الرقاع: محرم ۷ھ؛ مسلمان چار سو۔

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاصؓ کا قبولِ اسلام: صفر ۷ھ۔

☆ عمرۃ القضاء، حکمِ رمل، آنحضرت ﷺ کا حضرت میمونہؓ سے عقد: ذوالقعدہ ۷ھ۔

☆ غزوہ مودہ: جمادی الاولیٰ ۸ھ / ستمبر ۶۲۹ء (مسلمان تین ہزار ۱۲ شہید؛ دشمن ایک لاکھ)۔

☆ غزوہ ذات السلاسل: جمادی الاخریٰ ۸ھ / اکتوبر ۶۲۹ء (مسلمان پانچ سو)۔

☆ سریۃ الخطب یا سیف البحر: رجب ۸ھ / نومبر ۶۲۹ء (مسلمان تین سو، اسی سریہ میں ایک مچھی کا

گوشت اٹھارہ روز یا اس سے زیادہ دنوں تک کاٹ کاٹ کر تین سو صحابہ کھاتے رہے، اُس کی پستلی کی دو ہڈیاں

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھڑی کیں تو اُس کے اُندر سے سب سے لمبے اُونٹ پر سب سے لمبا آدمی سوار ہو کر گیا۔

☆ فتح مکہ معظمہ: پچھنہ ۲۰ رمضان ۸ھ / جنوری ۶۳۰ء (دس ہزار، ۱۳۰ کا فر مقتول)۔

☆ غزوہ حنین و محاصرہ طائف: شوال ۸ھ / فروری ۶۳۰ء (مسلمان بارہ ہزار، ۶ شہید؛ دشمن چار

ہزار، ۱۷ مقتول)۔

☆ جنگِ نخلہ و اوطاس، وفات زینبؓ بنت محمد ﷺ: ۸ھ۔

☆ ولادت حضرت ابراہیمؑ بن محمد ﷺ آزما ریہ قطیف: ذوالحجہ ۸ھ / اپریل ۶۳۰ء۔

☆ سریہ عینہ بن الحنن جانب بنی تمیم: محرم ۹ھ / اپریل ۶۳۰ء۔

☆ پچاس سوار کا دستہ سریہ علقمہ بن مجرز جانب حبشہ: ربیع الآخر ۹ھ / جولائی ۶۳۰ء، مسلمان تین سو۔

☆ سریہ علیؓ بن ابی طالب جانب طى، پچاس سواروں کے ساتھ ۹ھ / ۶۳۰ء۔

☆ غزوہ تبوک و حیش عسرت: رواگی پچھنہ رجب ۹ھ / اکتوبر ۶۳۰ء (تیس ہزار فوج دس ہزار

گھوڑے اس غزوہ سے واپسی میں منافقین نے ایک گھائی میں گرا کر آنحضرت ﷺ کو ہلاک کرنے کی

سازش کی تھی۔

☆ زکوٰۃ و جزیہ کا حکم، سود کی حرمت، واقعہ ایلاء و تخیر، فرضیت حج: ۹ھ پہلا حج بامامت صدیق

اکبرؓ (حج اکبر) دوشنبہ ۹ ذوالحجہ ۹ھ / مارچ ۶۳۱ء۔

☆ سریہ خالد بن ولیدؓ، وفات حضرت ابراہیمؑ بن محمد ﷺ: ربیع الاول ۱۰ھ / جون ۶۳۱ء۔

☆ رواگی حضرت علیؓ جانب یمن: رمضان ۱۰ھ / ۹ دسمبر ۶۳۱ء۔

☆ تیاری حیش اُسامہؓ برائے شام: صفر ۱۱ھ / مئی ۶۳۲ء۔

☆ ابتداء مرض نبوی ﷺ: دوشنبہ ۲۸ صفر ۱۱ھ / مئی ۶۳۲ء۔

☆ وفات حسرت آیات: دوشنبہ بوقت چاشت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ / ۹ جون ۶۳۲ء؛ تدفین

وفات کے بتیس گھنٹے کے بعد شب چہار شنبہ ۱۴ ربیع الاول ۱۱ھ / ۱۱ جون ۶۳۲ء۔

☆ آنحضرت ﷺ کے دعوت و تبلیغ کے کل ایام ۸۱۵۶، اور دُنویوی زندگی کے کل ایام ۶۲۲، ۳۳۰ گھنٹے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے چچا :

حزہؓ، عباسؓ، ابوطالبؓ، ابولہبؓ، عبدالعزیؓ، زُبیرؓ، مقومؓ، ضرارؓ، مغیرہ ملقب بہ حجلؓ، حارثؓ، عبدالکعبہؓ، قثمؓ، غیداقؓ، عبداللہؓ (آنحضرت کے والد ماجد)۔ بعض روایات میں عوام بھی ہے بعض نے غیداق اور حجل کو ایک کہا ہے اور بعض نے عبدالکعبہ اور مقوم کو ایک کہا، ان میں حزہؓ و عباسؓ ایمان لائے اور ابوطالب و ابولہب کو اسلام کا زمانہ ملا۔

آنحضرت ﷺ کی پھوپھیاں :

صفیہؓ، اُرُویؓ، عاتکہؓ، اُم حکیم البیضاءؓ، برہؓ، اُمیہؓ، ان میں حضرت صفیہؓ ایمان لائیں۔ کہا گیا ہے کہ اُرُویؓ اور عاتکہؓ بھی ایمان لائیں اور ہجرت مدینہ فرمائی۔

آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ :

آمنہ بنت وہبؓ، بن عبدمنافؓ بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ آنحضور ﷺ کا جدی نسب ماں کے ساتھ کلاب بن مرہ پر مل جاتا ہے۔

ضمیمہ

☆ ہجرت حبشہ اولیٰ رجب ۵ نبوی / اپریل ۶۱۲ء، اس میں گیارہ مرد چار عورتیں تھیں۔

☆ ہجرت حبشہ ثانیہ : ۷ نبوی، اس میں تراسی مرد بیس عورتیں تھیں۔

☆ فرضیت جہاد و مشروعیت اذان اور مشروعیت نماز عید الفطر: ۱ھ یا ۲ھ، سر یہ حزہؓ ۱ھ۔

☆ ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت اُنسؓ کے مکان میں ۴۵ مہاجرین و ۴۵ انصار میں مواخات

ہوئی، ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنایا گیا۔

☆ ۸ھ میں مسجد نبوی کے اندر تین زینہ کا لکڑی کا منبر رکھا گیا۔

☆ ۶۵۴ھ میں مسجد میں آگ لگ جانے سے وہ منبر جل گیا۔

آنحضرت ﷺ کی أزواجِ مطہرات

نمبر شمار	نام مع ولادت	سن نکاح	عمر بوقت نکاح	مدت مصاحبت	سن وفات	عمر	مدفن	مردیات
۱	خدیجہ بنت خویلدؓ	۶۲۵ء عیسوی	۴۰ سال	۲۵ سال	۱۰ ربیع الثانی	۶۵ سال	مکہ معظمہ	
۲	سودہ بنت زمعہؓ	۱۰ ربیع الثانی	۵۰	۱۴ سال	شوال ۵۵۲ھ	۷۲	مدینہ منورہ	۵
۳	عائشہ بنت ابی بکرؓ	شوال ۱۰ ربیع الثانی	۶	۹ سال	۲۷ رمضان ۵۵۷ھ	۶۶	مدینہ منورہ	۲۲۱۰
۴	حفصہ بنت عمرؓ	شعبان ۵۳ھ	۲۲	۸ سال	شعبان ۵۴۵ھ	۶۰	مدینہ منورہ	۶۰
۵	زینب بنت خزیمہؓ	۵۳ھ	۳۰	۳ ماہ	۳ ربیع الثانی ۵۴ھ	۳۰	مدینہ منورہ	
۶	أم سلمہ بنت ابی أمیہؓ	۵۴ھ	۲۶	۷ سال	۴۵ یا ۶۳ھ	۸۴	مدینہ منورہ	۳۷۸
۷	زینب بنت جحشؓ	۵۵ھ	۳۶	۶ سال	۲۰ھ	۵۳ یا ۵۰	مدینہ منورہ	۳۷۸
۸	جویریہ بنت حارثؓ	شعبان ۵۵ھ	۲۰	۶ سال	ربیع الاول ۵۵۰ھ	۶۵	مدینہ منورہ	۷
۹	أم حبیبہؓ ابی سفیان	۵۶ھ	۳۶	۵ سال	۴۴ھ	۷۴	مدینہ منورہ	۶۵
۱۰	صفیہؓ بنت جیحی بن اخطب	۵۷ھ	۱۷	پونے چار سال	رمضان ۵۵۰ھ	۶۰	مدینہ منورہ	۱۰
۱۱	میمونہ بنت حارثؓ	ذوالقعدہ ۵۷ھ	۳۶	سواتین سال	۵۱ یا ۶۱ھ	۸۰	مقام سرف	۷۶

آنحضرت ﷺ کی باندیاں :

(۱) ماریہ قبطیہؓ : جنہیں مقوقس نے ۷ھ میں آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا تھا، بہت حسین تھیں ۱۶ھ میں وفات ہوئی۔

(۲) ریحانہ بنت شمعون : بنو قریظہ کی تھیں، ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد وفات ہوئی۔

(۳) نفیسہؓ : جو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بہہ کر دیا تھا۔

(۴) ایک اور کنیز جو کسی غزوہ میں آئی تھیں اور نہایت حسین تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے :

(۱) حضرت قاسمؓ : ولادت بمکہ قبل نبوت، عمر ایک سال پانچ ماہ، مدفن مکہ معظمہ، آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم اسی وجہ سے ہے۔

(۲) حضرت عبداللہؓ : لقب طیب و طاہر، ولادت بمکہ بعد نبوت، عمر ایک سال چند ماہ۔ حضرت خدیجہؓ کے لطن سے یہ دونوں تھے۔

(۳) حضرت ابراہیمؓ : از ماریہ قبطیہؓ، عمر ایک سال چار ماہ، وفات ۱۰ ربیع الاول ۱۰ھ، مدفن جنت البقیع۔

آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں :

(۱) حضرت زینبؓ : ولادت قبل نبوت، وفات ۸ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۲) حضرت رقیہؓ : حضرت زینبؓ سے تین برس چھوٹی تھیں، وفات ۲۰ شوال ۲ھ، مدفن جنت البقیع

(۳) حضرت ام کلثومؓ : ولادت قبل بعثت، وفات پنجمینہ ۶ شعبان ۹ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۴) حضرت فاطمہؓ : ولادت الرنبوی، وفات شب منگل ۳ رمضان ۱۱ھ، مدفن جنت البقیع۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ



حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی ﴾



جنگِ جمل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکنا :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد جب حضرت عائشہ، طلحہ اور زبیر رضوان اللہ علیہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اُن کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لیے نکلے تو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مدینہ لوٹ چلیے اور کچھ دنوں کے لیے خانہ نشین ہو جائیے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں ان حالات میں مدینہ لوٹنا اور خانہ نشین ہو جانا اُمت کے ساتھ فریب تھا اور اس سے اُمتِ اسلامیہ میں مزید افتراق و اشتقاق کا اندیشہ تھا اس لیے واپس نہ ہوئے۔ (اخبار الطوال ص ۱۵۵)

جنگِ جمل :

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے نکل چکے تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں، جب آپ بالکل آمادہ ہو گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی چارونا چار آپ کی حمایت میں نکلنا پڑا چنانچہ والد بزرگوار کے حکم کے مطابق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اہل کوفہ کو اُن کی امداد پر آمادہ کرنے لیے کوفہ تشریف لے گئے اُن ہی ایام میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو خانہ جنگی اور فتنہ و فساد سے روکنے کے لیے کوفہ آئے ہوئے تھے اور جامع کوفہ میں تقریر کر رہے تھے کہ :

”برادرانِ کوفہ! تم لوگ عرب کی بنیاد بن جاؤ تا کہ مظلوم اور خوفزدہ تمہارے دامن میں پناہ لیں۔ لوگو! فتنہ اُٹھتے وقت پہچان نہیں پڑتا بلکہ مشتبه رہتا ہے، فرو ہونے کے بعد اُس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ معلوم نہیں یہ فتنہ کہاں سے اُٹھا ہے اور کس نے اُٹھایا ہے اس لیے تم لوگ اپنی تلواریں میان میں کر لو، نیزہ کے پھل نکال ڈالو، کمانوں کے چلے کاٹ دو

اور گھروں کے اندرونی حصہ میں بیٹھ جاؤ۔ لوگو! فتنہ کے زمانے میں سونے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مسجد پہنچ کر یہ تقریر سنی تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو روک دیا اور فرمایا تم یہاں سے نکل جاؤ اور جہاں جی میں آئے چلے جاؤ اور خود ممبر پر چڑھ کر اہل کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد پر ابھارا چنانچہ آپ کی دعوت اور حجر بن عدی کنندی کی تقریر پر نو ہزار چھ سو پچاس کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان سب کو لے کر مقام ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل گئے اور جنگ کے فیصلے تک برابر ساتھ رہے۔ (أخبار الطول ص ۱۵۴)

جمل کے بعد صفین کا قیامت خیز معرکہ ہوا۔ اس میں بھی آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے اور ایتوائے جنگ پر جو عہد نامہ مرتب ہوا تھا اُس میں شاہد تھے۔ (مسعودی ج ۴ ص ۳۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت :

خلافت کے پانچویں سال ابنِ ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا زخم کاری لگا اس لیے نقل و حرکت سے معذور ہو گئے چنانچہ جمعہ کی امامت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمائی اس جمعہ میں آپ نے ذیل کا خطبہ دیا :

”خدا نے جس نبی کو مبعوث کیا اُس کو ایک ذات، ایک قبیلہ اور ایک گھر عنایت فرمایا۔ اُس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا جو شخص ہم اہل بیعت کا کوئی حق تلف کرے گا خدا اُس اِتلافِ حق کے بقدر اُس شخص کا حق گھٹا دے گا۔“ (طبری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زخم نہایت کاری تھا جب بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی تو بعض ہوا خواہوں نے آپ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے آئندہ جانشینی اور خلافت کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا:

”نہ میں حکم دیتا ہوں اور نہ میں روکتا ہوں۔“ (مسعودی ج ۳ ص ۳۶۳)

زخمی ہونے کے تیسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ جنت الفردوس کو سُدھارے۔ حضراتِ حسین اور جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور نمازِ فجر سے قبل آپ کا جسدِ خاکی مقامِ رجبہ میں جامع مسجد کے متصل سپردِ خاک کیا گیا۔ (مسعودی ج ۳ ص ۳۶۳)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقبوضہ علاقہ کے علاوہ باقی سارے ملک کی نظریں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف تھیں چنانچہ والد بزرگوار کی تدفین سے فراغت کے بعد آپ جامع مسجد تشریف لائے مسلمانوں نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے آپ نے ان سے بیعت لی اور بیعت کے بعد حسب ذیل تقریر ارشاد فرمائی :

”لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص پچھڑا ہے کہ نہ اگلے اُس سے بڑھ سکے اور نہ پچھلے اُس کو پاسکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو اپنا علم مرحمت فرما کر لڑائیوں میں بھیجتے تھے وہ کبھی کسی جنگ سے ناکام نہیں لوٹے۔ میکائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام چپ و راست اُس کے جلو میں ہوتے تھے اُس نے سات درہم کے سوا جو اُس کی مقرر تنخواہ سے بچ رہے تھے سونے چاندی کا کوئی ذرہ نہیں چھوڑا ہے، یہ درہم بھی ایک خادم خریدنے کے لیے جمع کیے تھے۔“ ۱

اس بیعت و تقریر کے بعد آپ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جارحانہ اقدام :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بہت قدیم اختلاف چلا آ رہا تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی حیات ہی میں عالمِ اسلامی پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے لیکن جناب امیر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ خواب منت کش تعبیر نہ ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ جذبہ دفعۃً نہایت شدت کے ساتھ ابھر آیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صلح پسند ہیں اور جنگ و جدال دل سے ناپسند کرتے ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو قتل و خون ریزی سے شدید نفرت تھی اور اس قیمت پر وہ خلافت لینے پر آمادہ نہ تھے چنانچہ آپ نے پہلے ہی یہ طے کر لیا تھا کہ اگر اس کی نوبت آئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اپنے لیے کچھ مقرر کر کے خلافت سے دست بردار ہو جائیں گے۔ (طبری ج ۷ ص ۱)

۱ طبقات ابن سعد ج ۳ ق ۱ اول ذکر علیؑ، حاکم نے مستدرک میں اس کو خفیف تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان حالات کا پورا اندازہ تھا اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی انہوں نے فوجی پیش قدمی شروع کر دی اور پہلے عبداللہ بن عامر بن کریز کو مقدمہ الجیش کے طور پر آگے روانہ کر دیا۔ یہ انبار ہوتے ہوئے مدائن کی طرف بڑھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مقابلہ کے لیے آمادگی اور واپسی :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُس وقت کوفہ میں تھے آپ کو عبداللہ بن عامر کی پیش قدمی کی خبر ہوئی تو آپ بھی مقابلہ کے لیے کوفہ سے مدائن کی طرف بڑھے سا باط پہنچ کر اپنی فوج میں کمزوری اور جنگ سے پہلو تہی کے آثار دیکھے اس لیے اُسی مقام پر رُک کر حسب ذیل تقریر کی :

”میں کسی مسلمان کے لیے اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں اُمید ہے کہ اُسے مسترد نہ کرو گے جس اتحاد و یکجہتی کو تم ناپسند کرتے ہو وہ اس تفرقہ اور اختلاف سے کہیں افضل و بہتر ہے جسے تم چاہتے ہو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر اشخاص جنگ سے پہلو تہی کر رہے ہیں اور لڑنے سے بزدلی دکھا رہے ہیں میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف مجبور کرنا نہیں چاہتا۔“

یہ خیالات سن کر لوگ سناٹے میں آ گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکتے لگے اگرچہ کچھ لوگ جنگ سے پہلو تہی کر رہے تھے تاہم بہت سے خارجی عقائد کے لوگ جو آپ کے ساتھ تھے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا فرض عین سمجھتے تھے۔ انہوں نے جب یہ رنگ دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنے لگے اور ان کی تحقیر کرنی شروع کر دی۔ اور جس مصلیٰ پر آپ تشریف فرما تھے حملہ کر کے اُسے چھین لیا اور پیراہن مبارک کھسوٹ کر گلے سے چادر کھینچ لی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ برہمی دیکھی تو گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ربیعہ و ہمدان کو آواز دی۔ انہوں نے بڑھ کر خارجیوں کے نرغہ سے چھڑایا اور آپ سیدھے مدائن روانہ ہو گئے۔

راستہ میں جراح بن قبیصہ خارجی حملہ کی تاک میں چھپا ہوا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جیسے ہی اُس کے قریب سے ہو کر گزرے اُس نے حملہ کر کے زانوئے مبارک زخمی کر دیا۔ عبداللہ بن نطل اور عبداللہ بن

ظلیان نے جو امام کے ساتھ تھے جراح کو پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدائن جا کر قصر ابیض میں قیام پذیر ہو گئے اور زخم بھرنے تک ٹھہرے رہے، شفاء یاب ہونے کے بعد پھر عبداللہ بن عامر کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔

اس دوران امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی انبارِ پنج چکے تھے اور قیس بن عامر کو جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہاں متعین تھے گھیر لیا تھا اُدھر معاویہ نے قیس کا محاصرہ کیا دوسری طرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عامر بالمقابل آگے عبداللہ اس موقع پر یہ چال چلا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ عراقیوں! میں خود جنگ نہیں کرنا چاہتا میری حیثیت صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقدمۃً لہجش کی ہے اور وہ شامی فوجیں لے کر خود انبار تک پہنچ چکے ہیں اس لیے حسن رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہہ دو اور میری جانب سے یہ پیام پہنچا دو کہ اُن کو اپنی ذات اور اپنی جماعت کی قسم جنگ ملتوی کر دیں۔ عبداللہ بن عامر کا یہ افسوں کا رگر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں نے اس کا پیام سنا تو انہوں نے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسے محسوس کیا تو پھر مدائن لوٹ گئے۔ (جاری ہے)



ماہنامہ انوار مدینہ لاہور میں اشتہار دیکر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی ادارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

1000	اندرون رسالہ مکمل صفحہ		2000	بیرون نائٹل مکمل صفحہ
500	اندرون رسالہ نصف صفحہ		1500	اندرون نائٹل مکمل صفحہ

قسط : ۱

داڑ العلوم دیوبند کے مردِ انا و درویش کی رحلت

﴿ تحریر : حضرت مولانا نور عالم خلیل صاحب امینی، انڈیا ﴾

اُستادِ ادبِ عربی داڑ العلوم دیوبند



نگہ بلند ، سخن دل نواز ، جاں پُرسوز
یہی ہے زحمتِ سفر ، میرِ کارواں کے لیے

شوال ۱۳۹۵ھ کے اوائل اور اکتوبر ۱۹۷۵ء کے اواخر کی بات ہے داڑ العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مشہور ۸۵ سالہ جشنِ تعلیمی منعقد ہوا جس میں داڑ العلوم دیوبند کے اہم ارکانِ شوریٰ کے ساتھ حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت کی۔ سہ روزہ تقریب کے پہلے دن فجر کی نماز کے معاً بعد امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء/۱۳۱۱ھ-۱۹۹۱ء) کے ساتھ داڑ العلوم ندوۃ العلماء کی مسجد کے صدر گیٹ پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی بار اس طرح ملاقات ہوئی کہ جب راقم نے بڑھ کر دونوں حضرات سے سلام کے بعد مصافحہ کیا تو حضرت امیر شریعت نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ مولانا نور عالم قاسمی امینی ہیں یہاں عربی زبان و ادب کے ہر دل عزیز اُستاد ہیں، مولانا علی میاں ان کی بہت قدر کرتے ہیں۔ پھر امیر شریعت نے راقم سے فرمایا: آپ انھیں جانتے ہیں؟ عرض کیا: حضرت! بد قسمتی سے نہیں جانتا۔ فرمایا: یہ داڑ العلوم دیوبند کے موقر رکنِ شوریٰ حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب ہیں۔ راقم نے عرض کیا: نام تو حضرت کا بار بار سنا ہے لیکن دیدھنید کی سعادت پہلی بار حاصل ہو رہی ہے۔ امیر شریعت نے فرمایا: اور میرا ان کا خصوصی تعلق خاطر کا رشتہ ہے، یہ میرے رفیقِ درس بھی رہے تھے، میں ان کے یہاں بجزور آم کی دعوت کھانے اور دیگر مواقع سے بھی وقتاً فوقتاً مہمانی کرنے جاتا رہتا ہوں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پہلی ملاقات تھی: چہرے پر معصومیت، دانائی بھری خاموشی، باوقار شخصیت، بھرپور ابدن، کشیدہ قامت، آنکھوں میں اُنسیت و محبت، سلوک و ادا سے پھوٹی ہوئی شرافت، اُنگ

انگ سے رستی ہوئی خاکساری و بے نفسی، چال میں متانت، پیشانی پر خاندانی رفعت کی نمایاں لکیریں، ہونٹوں پر ہنس مکھ پن، چنانچہ حضرت امیر شریعت کی ساری گفتگو کے دوران حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف معنی ریز مسکراہٹ ہی پر اکتفا فرمایا۔

اس واقعہ کے سات سال بعد ۱۵ شوال ۱۴۰۲ھ / ۶ اگست ۱۹۸۲ء کو راقم الحروف دائر العلوم میں نئی انتظامیہ کی عملداری کے بعد اس کی مجلس شوریٰ کے حکم کے بہ موجب عربی زبان و ادب کے اُستاد اور اُس کے عربی ترجمان ”الداعی“ کے چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے دائر العلوم وارد ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی دائر العلوم کے باقاعدہ مہتمم اور اُس کے سیاہ سفید کے مالک کی حیثیت سے برسرِ عمل تھے۔ دائر العلوم آمد کے بعد ہی راقم کو سب سے پہلے ”الداعی“ کے اجراء نو اور اُس کے پہلے شمارے کی ترتیب و تیاری اور اشاعت کے لیے دائر العلوم کے انتظامی عدم ٹھہراؤ اور بندوبستی انتشار کے اُس عہد پر پریشاں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دن میں کئی کئی بار ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس صورتِ حال میں جس میں دائر العلوم کا اُن سے نیچے کا ہر اہلکار آشفٹہ سا محسوس ہوتا تھا، راقم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں سمندر کی گہرائی اور صحرا کا سکون محسوس کیا۔ دائر العلوم میں اُس کے بعد بھی آشفٹگی کے کئی دور آئے جس میں اُس کے بہت سے حُذامِ خَیّر کا شکار نظر آئے لیکن انصرام و انتظام کے اصل مرکز ہونے کے باوجود اُن پر پریشاں خاطر کی کوئی عالم کبھی طاری نہ ہوا۔ انسان کی عظمت، فکری رفعت، حاضر دماغی اور بیدار مغزی کا اصل جوہر نازک حالات اور کٹھن وقت میں ہی آشکارا ہوتا ہے۔ سطحی انسان جو فکری بلندی سے بے مایہ اور حوصلے سے تہی دامن ہوتا ہے ایسے وقت میں بسا اوقات حواس کھو بیٹھتا ہے اور پیش آمدہ مسئلے سے عہدہ برآ ہونے کی کوئی کارآمد تدبیر کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸۱ء سے ۲۰۱۰ء (۱۴۰۱ھ سے ۱۴۳۱ھ) تک کم و بیش ۲۹ سال دائر العلوم دیوبند کے مہتمم رہے۔ اُن کی بے پایاں حصولِ یابیوں اور کارہائے اہتمام میں اُن کی بے حساب کامرانیوں کا سرچشمہ اُن کی نیکی و سادگی، اخلاص و بے لوثی، دیانت داری و پرہیزگاری، شب بیداری و خوش اوقاتی، جذبہ احتساب اور دائر العلوم کی خدمت کو ذریعہ نجات سمجھنے کے ساتھ اُن کا یہ عظیم وصف تھا کہ اُن کے اندر کا انسان بڑا حوصلہ مند، غیر معمولی معنوی طاقتوں (Morale) اور آہنی ارادوں کا حامل تھا۔

راقم کو یاد ہے کہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (۱۳۱۵ھ-۱۸۹۷ء) / ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء) جیسے عظیم المرتبہ، عالمی شہرت کے حامل، علم و عمل کی جامعیت میں ممتاز اور انسانی خوبیوں کے سراپا کی جگہ حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مہتمم مقرر کیے جانے کو اُس وقت دائر العلوم دیوبند کے اکثر فضلاء اور عام پڑھے لکھے لوگ ایک بے جوڑی بات محسوس کرتے تھے۔ عام طور پر لوگ کہتے تھے کہ دائر العلوم کی یہ کیسی بد قسمتی ہے کہ علمی و عملی پہلو سے غیر معمولی انسان کے بعد اُس کی کشتی کا ناخدا ایک ایسا انسان بنایا گیا ہے جو اُس کے حوالے سے انتہائی ”معمولی“ ہی کہا جائے گا، گو یاد دائر العلوم آسمان سے گرا تو کھجور میں بھی نہیں اُنکا بلکہ زمین پر آ رہا۔

انسان عموماً کوتاہ میں اور ظاہر پرست ہوتا ہے وہ عالم الغیب بھی نہیں ہوتا اُس پر انسان کی فکر و عمل کی عظمتوں اور کمالات کے پرت اُس کی آئندہ زندگی میں ہی کھلتے ہیں اس لیے وہ اُس کے ماضی اور حال کے اکتسابات کی روشنی ہی میں اُس پر اچھے بُرے ہونے کا حکم لگاتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ تقریر و تحریر کے آدمی نہ تھے بلکہ انتہائی خاموش طبع واقع ہوئے تھے، ضرورت کے مطابق اور انتہائی ضرورت کے وقت ہی لب کشا ہوتے تھے۔ درس و تدریس کا بھی کوئی مشغلہ نہیں رہا تھا جس سے تلامذہ اور مستفیدین کی ایک جماعت بنتی اور حسبِ افادہ حسن تذکرہ کا ذریعہ ہوتی ہے۔ تقریر تو کجا عام مجلس میں ”مشاق مقرر“ کی طرح دُعائیں بھی روانی سے اور اثر انگیز انداز میں نہیں کر پاتے تھے اس لیے شروع کے دو تین برسوں میں تو اور بھی لوگ اُنھیں ”بے زبان“ بلکہ ”بے علم“ اور ”غیر سود مند مہتمم“ تصور کرتے تھے۔

لیکن دن گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی عظمتوں کے پرت کھلنے لگے اور لوگوں کو ماننا پڑا کہ دائر العلوم کے حوالے سے وہ ”وقت کے مطلوبہ آدمی“ ہیں جسے عربی میں ”زَجَلُ السَّاعَةِ“ کہا جاتا ہے۔ بالخصوص انتظام و انصرام کے باب میں وہ ایسے ”بے نظیر“ ثابت ہوئے کہ اُن کی وفات کے بعد لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہ بات ہے کہ پتا نہیں اب ایسا ”مردِ دانا“ (رجلِ رشید) دائر العلوم کو ملے گا کہ نہیں؟

یہاں یہ ریکارڈ کرنا ضروری ہے کہ دائر العلوم دیوبند صلحائے امت کے مطابق الہامی تعلیم و تربیت گاہ ہے۔ اس کی بنیاد واقعاً تقویٰ پر استوار ہوئی ہے اسی لیے اس کو ہر خاص و عام میں عجیب سی محبوبیت و مقبولیت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ خدائے کریم نے ہمیشہ اس کی حفاظت کی ہے، بڑے سے بڑے طوفان

میں اس کی کشتی گرداب میں نہیں پھنسی، نازک سے نازک وقت میں (جو اگر کسی اور عام ادارے اور تعلیم گاہ پر آتا تو بالیقین اس کا وجود ختم ہو جاتا) صاف طور پر محسوس ہوا کہ غیبی ہاتھ نے اس کو ہر طرح کے خطرے سے نکال اور ہر قسم کے ضرر سے بچالیا ہے۔ عروج و زوال کی سُنّت اللہ فرد، جماعت اور ادارے کے ساتھ اپنا اثر دکھاتی رہی ہے اور دکھاتی رہے گی۔ ماضی کے ایسے اصحاب یقین و عزیمت افراد اب داڑ العلوم کو میسٹر ہیں نہ اُمت مسلمہ کو لیکن اس وقت تک داڑ العلوم کا ہر طوفان سے بہ خیر و خوبی نکل آنا یہ بتاتا ہے کہ اللہ رب العزت کو ابھی بھی داڑ العلوم کا کردار ادا کرتا رہنا منظور ہے اور نمود و نمائش کی پرستاری کے اس دور میں اور ماڈرنیت کے سبب بلا خیر کی اس دُنیا میں وہ اس کو حسب سابق محو عمل رکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ یہ ثابت کرے کہ عمل اور کردار سے ہی وہ کسی فرد یا جماعت کو سُرخروئی عطا کرتا ہے نہ کہ بات بنانے، شور مچانے اور پروپیگنڈہ کرنے سے۔ اول الذکر فرد یا جماعت کو وہ اسی طرح کی ساحرانہ محبوبیت عطا کرتا ہے جیسی داڑ العلوم دیوبند کو اور ثانی الذکر فرد یا جماعت کو سخن بسیار اور ساری کوششوں کے باوجود خلقِ خدا کے نزدیک کسی لائق تذکرہ مقبولیت سے ہمکنار نہیں کرتا۔

اسی لیے ہمیں یقین ہے کہ داڑ العلوم کی خدمت بالخصوص اُس کے اعلیٰ انتظامی منصب (اہتمام) کے لیے کسی شخصیت کے انتخاب میں ربّ کریم کی توفیق خاص کا فرما رہتی ہے اور یہ توفیق ربّانی اُس کو ہمیشہ صحیح سمت میں چلنے اور غلط سمتوں میں قدم بڑھانے سے بچے رہنے کے لیے راہنمائی کرتی رہتی ہے۔ بعض دفعہ بظاہر وہ شخصیت ”معمولی“ ہوتی ہے لیکن اللہ پاک اپنی قدرت سے اُس سے بڑے بڑے کام لیتا ہے اور داڑ العلوم کو اپنا کردار ادا کرتے رہنے کے لیے جن دیدہ و نادیدہ اور ماڈی و معنوی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُس کے ذریعے اُسے میسٹر کراتا رہتا ہے اور ”وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ کی سچائی کے مظاہر سامنے لاتا رہتا ہے۔ انسان اگر بہت باصلاحیت بھی ہو تو خدا کی توفیق کے بغیر بالکل بے صلاحیت ہوتا ہے اور بے صلاحیت بھی ہو تو خدا کی توفیق سے بہت باصلاحیت ہوتا ہے۔ بعض دفعہ انسان میں علمی صلاحیت اور اُسکے نتیجے میں حاصل ہونے والی شہرت و عزت و نیک نامی نہیں ہوتی لیکن کسی ذمے داری کے بادلِ ناخواستہ قبول کر لینے کے بعد اُس میں بے پناہ خواہیدہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں اور انتظامی سطح پر اُس سے ایسے کارنامے ظہور میں آتے ہیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ اسباب کے ذریعے مُسَبَّبَات کے ظہور میں آنے

کا یقین رکھنے والا ظاہر پرست انسان اُس وقت اُنکشت بہ دَنداں رہ جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ بظاہر ”بے ہنر“ نے ہنرمندی کے اتنے کام کیونکر انجام دے لیے لیکن خدائے وحدہ لا شریک کی قدرت علی الاطلاق پر یقین رکھنے والے کو اس سلسلے میں کوئی حیرت نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جس وقت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے آسمانِ علم و کمال کے تعاون کے لیے کارگزار مہتمم اور اُن کے مستعفی ہو جانے کے بعد باقاعدہ مہتمم نامزد کیا گیا اُس وقت کی مجلس شوریٰ میں بھی خاصے اہل علم و کمال کی کوئی کمی نہ تھی لیکن ارکانِ شوریٰ نے بالاتفاق اصرار کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کو اس منصبِ عالی کے لیے مقرر کیا۔ کردار و عمل کی زمین پر اللہ نے اُن سے جو کام کرائے اُن سے واضح ہو گیا کہ اس بڑی ذمہ داری کے اس عہدے کے لیے اُن کا انتخاب توفیقِ ربانی کی دین تھا۔

تقریر سے ممکن ہے نہ تحریر سے ممکن
وہ کام جو انسان کا کردار کرے ہے
❁ ❁ ❁ (جاری ہے) ❁ ❁ ❁

اسلام کی انسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾



اسلامی جہاد کا مطلب :

اسلام اپنا ایک وقار اور عزت بھی رکھتا ہے وہ اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ اُن کی سب سے بڑی عزت اسلام سے وابستہ ہے لہذا اگر کوئی دشمن اسلام پر حملہ آور ہو اور مسلمانوں کو مٹانے پر نکل جائے جیسا کہ آج کل کے عالمی فرعونوں کا حال ہے تو پھر اُمن کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی طاقتوں کی چیرہ دستیوں سے اسلام اور اہل عالم کو بچانے کے لیے اور دُنیا میں مظلوموں کے حقوق کی بازیابی کے لیے جو بھی اقدام عالمی منشور کے اعتبار سے ممکن ہو اُس کو بروئے کار لانے میں دریغ نہ کیا جائے۔ ظالم کے مقابلہ میں مظلوموں کی طرف سے دفاع کرنا اسلام کی نظر میں عین عبادت ہے اسی کو اسلام کی اصطلاح میں ”جہاد“ کہا جاتا ہے جسے آج مغربیت زدہ افراد نے ظلم کے مرادف قرار دیکر بدنام کر دیا ہے۔ اس لیے یاد رہے کہ ظلم کرنا جہاد نہیں بلکہ ظلم کو مٹانے کے لیے جدوجہد کرنے کا نام جہاد ہے۔ اب یہ جدوجہد کبھی پیشگی خطرات کو مٹانے کے لیے کی جاتی ہے اسے ”اقدامی جہاد“ کہتے ہیں اور کبھی خطرہ کے وجود میں آنے کے بعد کی جاتی ہے اسے ”دفاعی جہاد“ کا نام دیتے ہیں۔ اور ان دونوں طرح کی کوششوں کا مقصد صرف اور صرف دُنیا میں اُمن کا قیام اور فتنہ و فساد کا خاتمہ ہے۔ پھر اس جدوجہد کو باقاعدہ انجام دینے کے لیے بھی شرعی ضابطے مقرر ہیں ان ضوابط کے دائرے میں رہ کر جو جدوجہد کی جائے گی وہی جہاد کہلائے گی، محض جوش و خروش اور خونریزی کو ہرگز جہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

جنگی حالات میں انسانیت نوازی کا مظاہرہ :

اسلام کی انسانیت نوازی کی انتہا یہ ہے کہ وہ جنگی حالات میں بھی انسانی حقوق کا مکمل خیال رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جنگ کا دائرہ بے قصوروں تک نہ پھیلے اور مقابلہ صرف قصور واروں کی حد تک رہے۔ اسلام نے دشمنوں کے ساتھ کیے گئے معاہدہ جات کی حتی الامکان پاسداری کرنے کا سبق دیا ہے اور پوری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ مسلمانوں نے علاقائی اور

بین الاقوامی معاہدوں کو رو بہ عمل لانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، جبکہ اُن کے مد مقابل فوجوں کی تاریخ بدعہدی اور غداری کے بدنما دھبوں سے داغدار رہی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ وسعت ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے قابو پا جانے کے باوجود دشمنوں سے انسانی ہمدردی اور رواداری کا معاملہ کیا ہے جس کی روشن مثال فتح مکہ کا عظیم واقعہ ہے جب چشمِ فلک نے یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ محسنِ انسانیت، فخرِ دو عالم، رحمت للعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے اُن دشمنوں کی عام معافی کا اعلان کیا گیا جو کل تک آپ کے جانی دشمن تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو فتح مکہ سے قبل مسلمانوں کے خلاف کئی جنگوں کی قیادت کر چکے تھے انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے اُن کی دلداری کرتے ہوئے اعلان کیا :

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ
أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ. (مسلم شریف ۲/۱۰۴)

”جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر چلا جائے وہ امن میں ہے، جو ہتھیار ڈال دے اُس کی معافی ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ اولاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ پناہ میں ہے“، مگر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے گھر میں آخر کتنے لوگ آپائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو کعبہ میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں ہے“ پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعبہ میں کتنے لوگ آسکیں گے؟ تو آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ ”جو شخص مسجد حرام میں چلا جائے وہ بھی امن میں ہے“، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی کم سمجھا تو آپ ﷺ نے آخری اعلان یہ فرمایا کہ ”جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے وہ بھی امان میں ہے“، یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اطمینان کا اظہار کیا۔ (البدایة والنہایة ج ۴ ص ۶۸۶) نیز سیرت کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ فتح مکہ سے ایک روز قبل جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی ملاقات کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پناہ میں اسلامی لشکر میں آئے تھے تو دورانِ گفتگو انصارِ مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ جملہ کہہ دیا تھا کہ آج یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ (گوشت کاٹنے کا دن) ہے۔ آج کعبہ کی عزت تارتا رہو جائے گی یعنی اہل مکہ سے بھرپور انتقام لیا جائے گا۔ حضرت ابوسفیانؓ نے یہ جملہ شکایتہ نبی کریم ﷺ سے

جا کر نقل کر دیا تو آپ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے قول کی تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ :

هَذَا يَوْمٌ يُعْظَمُ اللَّهُ فِيهِ الْكُعْبَةُ وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الْكُعْبَةُ .

”آج تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت عطا فرمائے گا اور آج کے دن کعبہ

کو عزت کا لباس پہنایا جائے گا۔“

پھر آپ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو انصار کی فوج کی امارت سے معزول فرمادیا

اور فوج کی سب ٹکڑیوں کو حکم دیا کہ اُس وقت تک کوئی شخص کسی پر ہتھیار نہ اٹھائے جب تک کہ اُس پر مقابل

کی طرف سے حملہ نہ کر دیا جائے۔ (السنن الکبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۲۰۳)

بعد ازاں جب آپ ﷺ مکہ معظمہ میں فروکش ہوئے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کے دروازہ پر

کھڑے ہو کر ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا، اولاً آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر اعلان کیا کہ جاہلیت

کی تمام رسمیں ختم کی جاتی ہیں اور پرانے تمام جانی و مالی تازعات (جو مکہ میں عام تھے) آج سے فراموش کئے

جاتے ہیں پھر آپ ﷺ قریش سے اس طرح مخاطب ہوئے :

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَجْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعْظَمُهَا

بِالْآبَاءِ . النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ

إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ

أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَى . (سورة الحجرات ۱۳)

اے خانوادہ قریش! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے تمہارے جاہلیت کا غرور اور آباء و اجداد پر

ایک دوسرے سے برتری کا سلسلہ مٹا دیا ہے۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور

آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی حضرت

آدم و حوا علیہما السلام) سے پیدا کیا ہے، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا، تاکہ

ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب

سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (باقی صفحہ ۶۳)

گلدستہ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾



اُمتِ محمدیہ میں چالیس ابدال ہوتے ہیں :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
بَدَلَاءُ أُمَّتِي أَرْبَعُونَ رَجُلًا ، اِثْنَانِ وَعِشْرُونَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ
بِالعِرَاقِ كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ آخَرَ ، فَإِذَا جَاءَ الأَمْرُ
قُبُضُوا . (روض الرياحين في حكايات الصالحين ص ۱۵)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

میری اُمت میں چالیس ابدال ہوتے ہیں جن میں سے ۲۲ ملکِ شام میں اور اٹھارہ
عراق میں رہتے ہیں جب بھی اُن میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ کسی
اور کو اُس کے قائم مقام کر دیتے ہیں جب قیامت آئے گی تو سب فوت ہو جائیں گے۔“

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ابدال کے فوت ہونے پر دوسرے
ابدال کو مقرر کرنے سے متعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ یہاں ذکر کر دیا جائے یہ واقعہ عبرت انگیز بھی ہے اور سبق آموز بھی ہو سکتا ہے کسی کی رُشد و ہدایت کا
ذریعہ بن جائے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے حضرت غوث اعظم کی ایک حکایت لکھی ہے
اُن کے خادم کی روایت ہے کہ ایک بار اخیر شب میں حضرت اُٹھے، خادم کہتے ہیں کہ میں
سمجھا نماز تہجد کی تیاری کریں گے چنانچہ میں بھی اُٹھا تا کہ حضرت کو کسی قسم کی تکلیف نہ
ہونے پائے۔ ویسے حضرت کو اپنے اُٹھنے کی اطلاع نہ ہونے دی۔ واقعی بزرگوں کی
خدمت ہے بڑی مشکل۔ انہوں نے جو کیا ٹھیک کیا۔ اطلاع کرنے کی ضرورت ہی کیا

تھی۔ کوئی احسان جتلا نا تھوڑا ہی تھا۔ اب تو اگر کوئی خدمت کرتے ہیں تو جتلا کر کرتے ہیں حالانکہ ادب کی بات یہ ہے کہ خیال اور نگرانی تو رکھے مگر خواہ مخواہ جا کر مزاحمت نہ کرے اور تنہائی میں نخل نہ ہو خصوصاً اخیر رات میں تو بزرگ یہ چاہتے ہیں کہ نہ کوئی ہمیں وضو کے لیے پانی لا کر دے نہ استنجے کا ڈھیلہ لا کر دے بلکہ اُس وقت تو یہ جی چاہتا ہے کہ کوئی سامنے بھی نہ آئے اپنے ہاتھ سے سب کام کریں کیونکہ وہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے۔

چہ خوش وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے بر خورد از وصل یارے

بس اُس وقت یہ جی چاہتا ہے کہ بالکل تنہائی کا عالم ہو بلکہ یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اپنے وجود کو بھی جی چاہتا ہے کہ یہ بھی نہ رہے، خود اپنا وجود بھی حجاب معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرت قلندر جو اُس موقع پر صاحب مزار ہیں اسی مضمون کو اپنے ایک شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدم نہ دہم
گوشت را بجز حدیث تو شنیدم نہ دہم

لیجئے اپنی آنکھ پر بھی غصہ ہے یہ کیوں دیکھتی ہے میں ہی تجھے دیکھتا اور میں ہی تیرا کلام سنتا یہ کان کیوں سنیں۔

واقعی صاحب یہ بھی حالت ہوتی ہے۔ حضرت عارف شیرازیؒ بھی اس مضمون کو فرماتے ہیں اور وہ تو قسم کھا رہے ہیں۔

بخدا کہ رشکم آید ز دو چشم روشن خود
کہ نظر در بنگ باشد بہ چنین لطیف روئے

آنکھ پر بھی رشک آتا ہے۔ سو وہ تو وقت ہی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو بھی مٹانے کو جی چاہتا ہے اور اگر کوئی اپنا خادم خاص بھی اُس وقت پاس کھڑا ہو تو وہ بھی پسند نہیں آتا۔ اسی واسطے مودب خدام یہ کرتے ہیں کہ پاس کو تو لگے رہے لیکن اس طرح کہ اپنی

موجودگی کی خبر نہ ہونے دی لیکن جب دیکھا کہ کوئی کام مخدوم کے قابو کا نہیں ہے فوراً حاضر ہو کر شریک ہو گئے اور بعد فراغت پھر غائب۔

چنانچہ اس خادم نے ایسا ہی کیا کہ خفیہ طور پر حضرت غوث پاکؒ کے پیچھے پیچھے لگا رہا۔ ادھر حضرت نے کچھ توجہ بھی نہیں کی کہ میرے ساتھ تو کوئی اور شخص تو نہیں ہے۔ غرض حضرت اٹھ کر خانقاہ سے نکل کر سیدھے شہر پناہ کے پھانک پر پہنچے حضرت شیخ کی برکت اور کرامت سے شہر پناہ کا قفل خود بخود کھل کر گر گیا۔

حضرت کو اڑکھول کر شہر سے باہر ہو گئے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ ایک بڑا بھاری شہر نظر پڑا حالانکہ بغداد کے قریب کوئی اتنا بڑا شہر کہاں؟ اب خادم کو بڑی حیرت کہ یا اللہ! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں لیکن بولے نہیں چپ چاپ ساتھ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ اُس شہر کے اندر داخل ہو کر ایک مقام پر پہنچے۔ وہاں ایک مکان تھا اُس کے اندر داخل ہوئے اُس میں چند آدمیوں کا ایک مختصر سامع تھا اور ایک مسند پر تکیہ لگا ہوا تھا جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہو رہا ہو۔ حضرت شیخ کو دیکھتے ہی وہ لوگ تعظیم کے لیے اُٹھے اور حضرت کو مسند پر بٹھایا۔ پھر اشاروں سے کچھ عرض معروض کی جس کو حضرت ہی سمجھے، خادم کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اس کے بعد ایک طرف سے آواز کرانے کی آئی آہ آہ۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ آواز بند ہو گئی۔ پھر کچھ دیر بعد ایسی آواز آنے لگی جیسے پانی ڈالنے کی ہوتی ہے پھر وہ بھی بند ہو گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک حجرہ کھلا اور اُس کے اندر سے ایک جنازہ نکلا جس کے ہمراہ چند آدمی تھے اُن میں ایک بوڑھے نورانی شکل کے بزرگ بھی تھے۔ حضرت شیخ کے سامنے جنازہ رکھا گیا۔ حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی پھر وہ لوگ جنازے کو لے گئے۔

ادھر یہ لوگ جنہوں نے حضرت شیخ کا استقبال کیا۔ پھر آ کر سب حضرت کے گرد بیٹھ گئے اور اُسی طرح اشاروں میں دوبارہ پھر کچھ عرض کیا اُس پر حضرت شیخ اُسی وقت گردن جھکا کر مراقب ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک زنا دار شخص عیسائی لباس پہنے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اُس کا زنا توڑ دیا اور کلمہ شریف پڑھا کر اُس کو

مسلمان کیا پھر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ یہ ہے۔ پھر حضرت اُس جگہ سے اپنے مکان پر لوٹ آئے خادم کو اسی اُدھیڑ پن میں اور حیرت میں صبح ہو گئی کہ اے اللہ! یہ کیا قصہ ہے۔ یہ حضرت کی خدمت میں کچھ سبق بھی پڑھتے تھے۔ کیونکہ پہلے درویش اکثر عالم بھی ہوتے تھے تو چونکہ یہ خادم محض مرید نہ تھے بلکہ شاگرد بھی تھے۔ اس لیے دل کھلا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ علاقہ شاگردی اُستادی کا بے تکلفی کا ہوتا ہے بہ خلاف پیری مریدی کے تعلق کے کہ اس میں اتنی بے تکلفی نہیں ہوتی۔ چنانچہ انہوں نے رات کے واقعہ کے متعلق دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ تھا مجھے اس قدر حیرت ہے کہ میرے حواس درست نہیں۔ فرمایا کہ وہ شہر موصل تھا جو بغداد سے بہت دُور ہے لیکن حق تعالیٰ نے میرے لیے اسے بالکل قریب کر دیا اور طے ارض ہو گیا۔ اور وہ مجمع جنہوں نے میرا استقبال کیا ابدال تھے اور انہیں میں سے ایک ابدال قریب مرگ تھے جن کے کراہنے کی آواز آرہی تھی اور وہ بوڑھے نورانی شکل والے بزرگ جو جنازے لے کر نکلے تھے وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اُس جماعت نے مجھے باطنی طور پر اطلاع دے کر دریافت کیا کہ اس کی جگہ کون ابدال مقرر کیا جائے۔ میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ ارشاد ہوا کہ قسطنطنیہ کے گرجا میں اس وقت ایک نصرانی صلیب کو پوج رہا ہے اُس کو کر دیا جائے۔

چونکہ کافر تو کسی عہدہ باطنی پر ہونے سے سکتا جیسا کہ آج کل لوگ سمجھتے ہیں کہ چھاڑ چوڑے بھی صاحب خدمت ہوتے ہیں۔ کیا اللہ میاں کو خدمت کے لیے مسلمان نہیں ملتے جو چوڑوں چھاڑوں سے کام لیں۔ سبحان اللہ! اچھی قدر کی ولایت کی، خوب سمجھ لو کہ کافر ہرگز ولی نہیں ہو سکتا، اگر کسی کافر کو ولی کرنا بھی ہوتا ہے تو اُول اُس کو اسلام کی توفیق دی جاتی ہے چنانچہ اس نصرانی کے معاملہ میں بھی یہی ہوا کہ قسطنطنیہ سے ایک دم زمین کی طنائیں کھینچ کر اُس کو حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچایا گیا اور حضرت شیخ کی توجہ کی برکت سے کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی وہ رُتبہ ابدالیت پر پہنچ گیا حالانکہ نہ کوئی مجاہدہ کیا نہ

دینی مسائل

نذر کے چند مسائل :

مسئلہ : کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گا تو اُس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑے گی چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی، سب اختیار ہے۔ اور اگر چار رکعت کی منت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی، الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ : کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی اگر تین کی منت کی تو پوری چار اگر پانچ کی منت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے، اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ : اگر یوں منت مانی کہ دس مسکین کو کھلاؤں گا تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گا تب تو اُس طرح کھلا دے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقت دس مسکین کو کھلا دے۔ اور اگر کچا اناج دے تو اُس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دوں گا تو اُسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دے جتنا صدقہ فطر میں بیان ہوا ہے۔

مسئلہ : اگر کسی نے کہا کہ میرا بیٹا اچھا ہو جائے تو ایک بکری ذبح کروں گا یا یوں کہا ایک بکری کا گوشت خیرات کروں گا تو منت ہوگئی۔ اگر یوں کہا کہ قربانی کروں گا تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہیے اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا کسی اور کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھائے یا امیروں کو دیدے اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ : ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔

مسئلہ : یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بیٹا آئے تو سو روپے خیرات کروں گا پھر آنے کی خبر پا کر اُس نے آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیے تو منت پوری نہیں ہوئی، آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھوں گا یا ہزار مرتبہ کلمہ پڑھوں گا یا ہزار مرتبہ اللہ اکبر پڑھوں گا تو منت ہوگئی اور پڑھنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ : یہ نذر مانی کہ ہزار دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھوں گا یا ہزار دفعہ لا حول پڑھوں گا تو منت نہیں ہوتی اور پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ دس قرآن مجید پڑھوں گا یا ایک پارہ پڑھوں گا تو منت ہوگئی۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ فلاں مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اُس کو بنوادوں گا یا فلاں پل تعمیر کروادوں گا تو یہ منت بھی صحیح نہیں اور اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے گا تو منت پورا کرنے کے لیے ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے خود بیٹے کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : نذر مانی اگر یہ بیماری دور ہوگئی تو اتنا صدقہ کروں گا۔ بیماری بظاہر ختم ہو کر پھر لوٹ آئی تو ابھی نذر پوری کرنا واجب نہیں۔

نذر یا قسم :

مسئلہ : اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتا اور تمنا کرتا ہو کہ یہ کام ہو جائے جیسے یوں کہے اگر میں اچھا ہو جاؤں تو ایسا کروں، اگر میرا بھائی خیریت سے آجائے تو ایسا کروں، اگر میرا بیٹا مقدمہ سے بری ہو جائے یا نوکر ہو جائے تو ایسا کروں تو جب وہ کام ہو جائے تو منت پوری کرے۔

اور اگر ایسے کام پر منت مانی جس کو کرنا نہیں چاہتا اور اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں یا یہ کہا اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک سو روپے خیرات کروں پھر اُس سے بول دیا یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک سو روپے خیرات کرے۔ کیونکہ یہ ظاہری صورت میں تو نذر ہے جبکہ معنی کے اعتبار سے قسم ہے کیونکہ غیر مطلوب کام پر قسم بھی اسی لیے کھائی جاتی ہے کہ اس کام سے بچ سکے۔

غیر اللہ سے نذر :

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منت اور نذر ماننا مثلًا یوں کہنا اے بڑے پیرا اگر میرا کام ہو جائے تو میں تمہاری یہ بات کروں گا۔ قبروں اور مزاروں پر جانا اور وہاں منت ماننا شرک ہے اور ایسی منت کی چیز کھانا بھی حرام ہے۔

اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾



۸ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۳ جنوری ۲۰۱۱ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں تعلیمی، تعمیراتی اور مالیاتی امور پر مشاورت ہوئی۔ تعلیمی و مالیاتی امور پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ارکان شوریٰ نے اہل خیر حضرات سے تعمیراتی امور پر خصوصی توجہ دینے کی پُر زور اپیل کی تاکہ دارالاقامہ اور اساتذہ کی رہائشگاہوں کی تعمیر ہو کر طلباء کے قیام اور اساتذہ کی رہائشگاہوں کا انتظام ہو کر تعلیمی حالات مزید بہتر ہوں سکیں، دُعا ئے خیر پر اجلاس ختم ہوا، واللہ۔

۷ جنوری کو جمعیت علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری بعد نماز مغرب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے موضوع پر طلباء سے خطاب فرمایا، بعد ازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کی رہائشگاہ پر تشریف لائے اور چائے کی مجلس میں مختلف امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۲۱ جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب رائیونڈ کے قریب مسجد شہداء اسلام میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے عظمت صحابہ کے موضوع پر بیان فرمایا۔

سفر نامہ :

۳۱ دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب خادم وفاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا انعام اللہ صاحب کا نکاح پڑھانے کے لیے ان کے آبائی گاؤں ضلع ٹانک براستہ ڈیرہ اسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے، رات کا قیام حاجی غلام مصطفیٰ صاحب کی رہائشگاہ پر ہوا۔ ٹانک کے خیر محمد صاحب حضرت صاحب سے امیر حمزہ کپلیکس کے افتتاح کے خواہش مند تھے جس کی بنا پر انہوں نے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کو امیر حمزہ کپلیکس میں آنے کی دعوت دی تھی، دوپہر بارہ بجے کے قریب حضرت صاحب ٹانک شہر میں پہنچ گئے۔ حضرت صاحب کی ٹانک شہر میں تشریف آوری پر ٹانک شہر کی عوام نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔

بعد ازاں حضرت صاحب نے امیر حمزہ کپلیکس کا افتتاح کر کے بھائی خیر محمد صاحب کے اصرار پر انسانیت کی فلاح کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا۔ بیان کے بعد حضرت صاحب ٹانک شہر کی جامع مسجد میانی میں نماز جمعہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے جہاں حضرت صاحب نے حضور ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی میں لانے اور اُن کے اہمیت کے موضوع پر بیان فرمایا۔ کھانے کے بعد حضرت صاحب نے مولانا انعام اللہ صاحب کا نکاح پڑھایا۔ عصر کے قریب یہاں سے ڈیرہ اسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے دورہ حدیث کے طالب علم محمد عمیر صاحب جھنگوی کے والد محمد رفیق صاحب کا اصرار تھا کہ حضرت جھنگ میں اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لائیں چنانچہ حضرت صاحب نے ڈیرہ سے واپسی پر دوپہر کے کھانے کی دعوت قبول کر لی، ایک بجے کے قریب بھائی محمد عمیر صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ اس موقع پر محمد رفیق صاحب اور اُن کے گھر کے دوسرے افراد نے انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ عصر کے قریب حضرت صاحب نے محمد رفیق صاحب اور دوسرے افراد سے اجازت چاہی اور لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔



بقیہ : اسلام کی انسانیت نوازی

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے خاندان قریش! تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا، سب حاضرین نے کہا کہ ہمیں آپ سے بھلائی کی اُمید ہے آپ کریم ابن الکریم ہیں، تو آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا: اِذْهَبُوا! فَانْتُمُ الطُّلُقَاءُ. (الروض الانف ۳/۱۷۱) جاؤ! تم سب آزاد ہو۔ یہ ہے پیغمبر انسانیت حضرت محمد ﷺ کا اُسوۂ مبارکہ! جس کی مثال پیش کرنے سے دنیائے انسانیت عاجز ہے، اسی عظیم انسانی برتاؤ کی تعلیم، اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانی جامعہ حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر بربل سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانے پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہل خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقہ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سید محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1- سید محمود میاں ”جامعہ مدنیہ جدید“ محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : +92 - 42 - 35330310 - +92 - 42 - 35330311

2- سید محمود میاں ”بیت الحمد“ نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : +92 - 42 - 37726702 فیکس نمبر +92 - 42 - 37703662

موبائل نمبر +92 - 333 - 4249301 V فون نمبر : +92 - 42 - 36152120

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)